THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday the July 18, 2025
(352nd Session)
Volume XVII, No.02
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XVII	SP.XVII (02)/2025
No.02	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. FATEHA 2
3. Questions and Answers 2
4. Leave of Absence 28
5. Privilege Motion moved by Senator Jan Muhammad, on his behalf and on behalf of Senators Ali Zafar, Dost Muhammad Khan, Abdul Shakoor and Gurdeep Singh against Mr. Zafar Nawaz Jaspal, Acting vice-Chancellor Quaid-i-Azam University, Islamabad for breaching the privilege of Honourable Senators ... 29
   - Senator Jan Muhammad 29
   - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 30
   - Ms. Wajeeha Qamar, (Minister of State for Federal Education and Professional Training) 31
6. Motion moved [under Rule 194(1)] for Presentation of Report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [Islamabad Capital Territory Food Safety (Amendment) Bill, 2025] 33
7. Motion moved [under Rule 194(1)] for Presentation of Report of the Standing Committee on Foreign Affairs regarding appointments in Ministry of Foreign Affairs on deputation basis 33
8. Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Whistleblower Protection and Vigilance Commission Bill,2025] 34
9. Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Pakistan Navy (Amendment) Bill, 2025] 34
10. Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Legal Practitioners and Bar Counclis (Amendment) Bill, 2025] 35
11. Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Legal Practitioners and Bar Counclis (Amendment) Bill, 2025] 35
12. Presentation of the Annual Report of the Functional Committee on Devolution [April, 2024 to March, 2025]. 35
13. Presentation of the Report of Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion against misconduct of Chief Operating Officer, Karachi Water and Sewerage Corporation (KWSC) 36
14. Presentation of the Report of Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion against the Deputy Secretary (Council), Ministry of Information Technology and Telecommunications for misleading the Standing Committee 36
15. Presentation of the Report of Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion against the irresponsible attitude of Secretary, Communications and Works, Government of Balochistan 37
16. Presentation of the Annual Report of the Standing Committee on National Food Security and Research from [June, 2024 to May, 2025] 37
17. Consideration and Passage of [The Extradition (Amendment) Bill, 2025] 37
   - Senator Syed Ali Zafar 38
   - Senator Azam Nazeer Tarar 39
18. Consideration and Passage of [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025] 42
19. Consideration and passage of The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025 45
   - Senator Syed Ali Zafar 45
   - Senator Samina Mumtaz Zehri 46
   - Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice) 47
   - Senator Samina Mumtaz Zehri 49
20. Consideration and Passage of [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025] 51
   - Senator Azam Nazeer Tarar 52
   - Senator Syed Ali Zafar 53
21. Laying of the National Agri-trade and Food Safety Authority Ordinance, 2025 (Ordinance No.VI of 2025) 55

22. Point of Public Importance raised by Senator Syed Ali Zafar regarding loss of lives and property by recent floods due to heavy monsoon rains 56

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Friday, the July 18, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۱﴾ ہُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا
عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْہِمْ وَ یُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ٭ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲﴾ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا
بِہِمْ ؕ وَ ہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۳﴾

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ ہے، بڑے تقدس کا مالک ہے، جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں اُنہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو اُن کے سامنے اُس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور اُن کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، اور (یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔ اور وہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے۔

سورۃ الجمعہ (آیات ۱ تا ۳)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم وقفہ سوالات لیتے ہیں۔ آرڈر نمبر 2۔ جو موخر شدہ سوال نمبر 40 ہے، سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب نہیں ہیں؟

(مداخلت)

FATEHA

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پلیز۔

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر شہادت اعوان نے فاتحہ کروائی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی وقفہ سوالات کی طرف جاتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جی، تمام چیزوں کے لیے اجتماعی دعا کرتے ہیں۔ سینیٹر مولانا عبدالواسع صاحب، آپ ساری چیزوں کے لیے اجتماعی دعا کروادیں۔

سینیٹر عبدالواسع: (عربی میں فاتحہ پڑھی)۔

Questions and Answers

جناب ڈپٹی چیئرمین: رانا محمود الحسن صاحب نہیں ہیں؟ سوال نمبر 43۔ سینیٹر فلک ناز صاحبہ۔

(Question No.43)

سینیٹر فلک ناز: چیئرمین صاحب، میرا سوال وزیر مواصلات سے ہے۔ چترال کی سڑکوں کے لیے جو funds مختص کیے گئے ہیں، ہمیں ان کا تخمینہ بتائیں۔ میں نے یہ سوال بہت پہلے کیا تھا لیکن ابھی تک مجھے اس کا جواب نہیں دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ جو لواری ٹنل کا approach road ہے، اس حوالے سے اس ایوان میں پچھلے چار سالوں سے میں یہ سوال وزیر مواصلات سے کرتی آ رہی ہوں لیکن ابھی تک مجھے کوئی مثبت جواب نہیں ملا ہے۔ یہ approach road چار کلومیٹر پر مختص ہے تو یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟ دوسرا یہ کہ چترال کی سڑکوں کے لیے جو funds مختص کیے گئے ہیں، ہمیں اُن کی بھی تفصیلات بتائی جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر مواصلات صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان (وفاقی وزیر برائے مواصلات): جناب! میری بہن نے جو سوال کیا ہے، میرے پاس جو سوال ہے وہ صرف لواری ٹنل کے بارے میں ہے۔ جو ہمارے بہن نے دوسری بات funds کے حوالے سے کی ہے وہ question میرے پاس نہیں ہے۔ میں آپ کو funds کے بارے میں پورا check کروا کر بتادوں گا کہ چترال میں آپ کے area کے لیے کتنے funds مختص ہوئے ہیں۔

اس لواری ٹنل کا میں آپ کو بتا دوں کہ اس کے دو packages تھے۔ ایک pachage-1 تھا جو کہ 18.6 کلومیٹر کا تھا۔ یہ 2010 میں complete ہو گیا تھا۔ دوسرا جو package-2 تھا وہ بھی 14.6 کلومیٹر کا تھا۔ یہ package-2 دو حصوں میں divide ہوا تھا۔ ایک south access کا اور ایک north access کا۔ یہ دونوں 7.3 kilometer each کے تھے۔ ان میں سے ایک جو 7.3 کلومیٹر کا south access ہے، وہ دسمبر 2020 میں complete ہو گیا تھا لیکن جو north والا ہے، جس کو 2020 میں ہی complete ہونا تھا، اس میں دو contractors تھے جو مل کر یہ کام کر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑ پڑے اور وہ کورٹ میں چلے گئے اور کورٹ نے اُس پر stay دے دیا۔

ہمیں اس کا جب پچھلی دفعہ پتا لگا تھا تو ہم نے اس پر جون میں کام start کر دیا ہے۔ اس کو ہم اپنے funds میں سے کروا رہے ہیں اور یہ دونوں contractors آپس میں ابھی تک لڑ رہے ہیں۔ یہ 480 million rupees کا project ہے جو کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ دسمبر تک complete کر لیں گے۔ اس وقت وہاں پر کام جاری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے کوئی اور question ہے۔ اگلا سوال سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان کا ہے۔ نہیں ہیں جی۔ یہ بھی موخر شدہ سوال ہے۔ سوال نمبر 47 سینیٹر عبدالشکور خان۔

(Question No.47)

سینیٹر عبدالشکور خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ باقی سوالات کے جوابات تو مل چکے ہیں لیکن اس میں ایک حصہ غائب ہے۔ مجھے اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ایسا کس وجہ سے ہوا ہے۔ سید حمید پُل 45 سال پہلے بنا ہے۔ تو ابھی اُس کی حالت بہت زیادہ خراب ہے۔ ہر سال اس پر کام شروع ہوتا ہے۔ کوئی دو مہینے کام ہوتا ہے پھر ختم ہوتا ہے۔ کوئی دو مہینے کام ہوتا ہے پھر ختم ہوتا ہے۔ اس سید حمید پل کے حوالے سے وزیر صاحب کچھ guarantee دیں یا اس پر کچھ بات کریں۔

جناب عبدالعلیم خان: میرے بھائی نے جس پُل کی بات کی ہے، ہم اس کو check کروا لیتے ہیں۔ اس کے بعد میں ان کو بتا دیتا ہوں۔ اس question میں چونکہ یہ mention نہیں تھا تو اس لیے اس کا تو جواب نہیں تھا لیکن ہم اس کی پوری تفصیل بتا دیتے ہیں۔ میں ابھی بتا دیتا ہوں جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے کوئی ضمنی سوال ہے؟ جی دوست محمد وزیر صاحب۔

سینیٹر دوست محمد خان: جی، میں منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ D. I. Khan کے لیے جو express way بنا ہے، وہ انتہائی بری حالت میں ہے۔ اُس میں بڑے سخت جھٹکے لگتے ہیں۔ اگر اُس پر کوئی بوڑھا آدمی سفر کرے تو automatically اُس کی کمر میں کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور پیدا ہو گی۔ جناب، انتہائی ناقص material استعمال ہوا ہے اور دوسری بات یہ کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ضمنی سوال پوچھیں جی۔

سینیٹر دوست محمد خان: میرا سوال ہے کہ اُس سڑک کو کب تک ٹھیک کریں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: انہوں نے جو بات کی وہ بالکل جائز بات ہے اور میں اس حوالے سے ان سے تفصیل لے لیتا ہوں کہ یہ کون سے patch کی بات کر رہے ہیں تاکہ وہ مجھے patch بتا دیں تو میں انہیں تفصیل بتا دوں گا کہ وہ کب تک complete ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ جی سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جی السلام و علیکم۔ Thank you very much. جناب! چترال پاکستان کی ایک بہت خوبصورت جگہ ہے تو وہاں پر ہمیں tourism کو بہت زیادہ encourage کرنا چاہیے۔ جب tourist وہاں جاتے ہیں تو وہاں کا route جو کہ کچی سڑک ہے، اُس کو جس طرح سے رکھا ہوا ہے اور اگر اُس کی carpeting ہو جائے تو ہمیں بہت زیادہ revenue ملے گا۔ تو یہ میری گزارش ہے کہ اس road پر توجہ دیں with a focus that it can generate revenue for the country with regards to tourism.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر علیم خان صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: چیئرمین صاحب! محترم بہن نے جو کہا ہے وہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارے بہت سارے ایسے areas ہیں جو ہمیں بہت revenue اکٹھا کر کے دے سکتے ہیں اور summer vacations میں ہمارے لاکھوں local tourists بھی وہاں جاتے ہیں۔ وہاں کی بہت ساری سڑکیں بہت خراب ہیں۔ میں نے تمام سیکریٹری صاحبان کو، ہمارے تمام چیف منسٹر صاحبان کو اور PM Azad Jammu and Kashmir کو بھی یہ letters لکھے ہیں کہ آپ یہ NHA roads کو دے دیں۔ ہم اس پر خود maintenance کریں گے، ہم اس کو خود develop کریں گے اور ہم اس کی دوبارہ re-carpeting کریں گے۔ ہم ان ساری سڑکوں کو اس قابل کریں گے

کہ وہاں پر لوگ جب جاتے ہیں تو ان کو بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اتنے خوبصورت areas ہیں لیکن وہاں سے ہم اپنا revenue generate نہیں کر سکتے۔۔۔ (جاری۔۔۔۔T02)

T02-18July2025 Abdul Ghafoor/ED: Waqas 11.10 am

جناب عبدالعلیم خان (وزیر برائے مواصلات): (جاری۔۔۔) لیکن وہاں سے ہم اپنا revenue generate نہیں کر سکتے کیونکہ جب لوگ آجاتے ہیں تو اُن کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ سڑک کی حالت کئی جگہوں پر بہت خراب ہے۔ اگر یہ ہمیں گلگت بلتستان، خیبر پختونخوا اور آزاد کشمیر کی roads مل جائیں جو کہ tourist resorts اور tourist parks ہیں تو ہم ساری خود بنانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اُن جگہوں سے revenue اکٹھا کریں گے اور roads کی maintenance بھی خود کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! یہ بھی موخر شدہ سوال ہے۔ سوال نمبر۔52 سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحبہ۔

(Q.No.52)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ جن کے لیے انہوں نے لکھا ہے یا جن کے بارے میں سوال ہے کہ انہوں نے 2009 میں NHA کو join کیا (as PD (Ring Road Pack-3 ظاہر ہے ان کی تعیناتی کسی board نے کی ہوگی۔ اس کے بعد انہیں 2012 میں regular service میں induct بھی کر لیا گیا۔ منسٹر صاحب فرمانا پسند کریں گے کہ یہ کس board کی تعیناتی کے نتیجے میں یہاں تک آئے ہیں؟ اگر board کی تعیناتی کا فیصلہ تھا تو اس کے members کون تھے اور کیا basis تھی؟

جناب ڈپٹی چیئرمین! جی، وزیر مواصلات صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: معزز سینیٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے یہ بالکل board کے ذریعے ہی ان کی تعیناتی ہوتی ہے اور exactly اس board کے کون کون سے members تھے، یہ میں ان کو ضرور check کر کے بتا دوں گا لیکن یہ through board ہی تعیناتی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر صاحب۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: Department of Communications نے بتایا کہ یہ NHA میں deputation پر 2009 میں آیا ہے۔ Supreme Court کی دو judgements ہیں جو 2015 & 2013 میں آئی تھیں اس کے تحت جو بھی لوگ deputation پر آئے تھے ان کو واپس بھیجا گیا اور civil servants rules میں deputation کا عرصہ دو سال مقرر کیا گیا ہے اور اس بندے کو against the judgments of Supreme Court غیر قانونی طور پر absorb کیا گیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ violation کیوں ہوئی ہے؟ اس شخص کو کب واپس بھیجا جائے گا؟ ان افسران کے خلاف کیا action لیا جائے گا جنہوں نے اسے continue کروایا؟ کیونکہ یہ Supreme Court کی repeated judgments ہیں کہ deputation پر آنے والے بندے کو absorb نہیں کیا جا سکتا اور ان کو واپس بھیجا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میں honourable سینیٹر صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی بھی violation ہوئی، تو انشاءاللہ میں اس کے خلاف کارروائی کروں گا۔ میرے علم میں ابھی تک یہ نہیں ہے کہ یہ کسی Supreme Court orders کی violation میں رکھا گیا ہے۔ اگر یہ violation ثابت ہوتی ہے جو آپ نے فرمایا وہ بالکل ٹھیک ہوگا۔ ہم اس پر inquiry کریں گے اور آپ کو بھی اس کا جواب دیں گے اور ایوان میں پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! جی، منسٹر صاحب نے یہ بات خود تسلیم کر لی ہے اگر کچھ کرنا ہوگا تو میرا تو کہنا ہے کہ یہ شخص 2009 سے deputation پر آیا ہے اور extension زیادہ سے زیادہ دو سال کی ہو سکتی تھی۔ 16 سال سے ایک شخص کو ایک عہدے پر بٹھایا ہوا ہے، اور حیرت کی بات ہے کہ Ministry کو بھی نہیں پتا، کسی کو بھی نہیں پتا، کہ ایک شخص Supreme Court کی repeated judgments کی violation میں بیٹھا ہوا ہے، جو پالیسی ہے اس کے خلاف بیٹھا ہوا ہے۔ اور وہ extension جو دی گئی وہ بھی گزر چکی ہے۔ کیا بات ہے کہ ایک ہی شخص رولز کی violation میں وہاں بیٹھا ہے؟

یہ کہیں کہ اگلے پندرہ بیس دن میں vacancy کو advertise کر کے جو suitable آدمی ہے وہاں پر regular post کیا جائے گا۔ اس بندے کو ہٹایا جائے گا۔ ابھی inquiry ہوگی نو سے سولہ سال ہو چکے ہیں۔ سولہ سال ہونے کے باوجود اسی وجہ سے NHA کا حال

یہ ہے کہ پُل بنتا نہیں کہ گر جاتا ہے۔ روڈ بنتا نہیں کہ کھڈے پڑ جاتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ گریڈ 17 کے ایک آدمی کو پوری ایک ڈویژن دے کر بٹھادیا جاتا ہے یا منسٹر صاحب یہ undertaking دیں کہ آج اس کو ہٹا کر وہاں پر ایک regular آدمی کو لگایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں۔ جی، پلیز، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جی، معزز سینیٹر صاحب نے جو نشاندہی کی ہے اگر یہ واقعی ٹھیک ہے تو میں اس بات کو بالکل مانتا ہوں کہ اگر Supreme Court کی violation ہوئی ہے تو اس کے اوپر ان شاء اللہ تعالیٰ فوری کارروائی ہو گی۔ میں اسی لیے پہلے بھی اپنے معزز سینیٹر صاحب کے سوال کے جواب میں کہہ چکا ہوں کہ آج ہم جا کر یہ چیک کر لیتے ہیں اگر یہ violation میں بیٹھے ہوئے ہیں تو اس کو فوری فارغ کریں گے اور یہ صرف اس شخص کے لیے نہیں ہے اگر اس کے علاوہ بھی کوئی violation میں بیٹھا ہوا ہے ہمارا تو کوئی interest نہیں ہے۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ سولہ سال پہلے کس نے لگایا تھا اور کس وجہ سے سولہ سال سے بیٹھا ہے ہوا ہے لیکن جس کی بھی وجہ سے بیٹھا ہے اگر یہ violation میں بیٹھا ہے تو آئندہ نہیں بیٹھے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب: منسٹر صاحب نے تو بالکل واضح کر دیا، میرے خیال میں ایسا ہونا چاہیے کہ جتنے بھی لوگ deputation پر اس department میں آئے ہیں چاہے وہ 2009 سے ہیں یا جب سے ہیں ان سب کو as per decision of Supreme Court, rules & regulations کے مطابق ان افراد کو ہٹایا جائے۔ اپنے department کے لوگ تعینات کیے جائیں تاکہ کم از کم ڈیپارٹمنٹ آگے چل سکے۔ میری منسٹر صاحب سے یہی التجا ہو گی کہ جو بھی لوگ deputation پر ہیں ان سب کو اس میں لائیں تاکہ department صاف ہو جائے۔

آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج کل جیسے NHA کے حالات ہیں اور biddings میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ Recently جو track-III راجن پور، ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک disqualified company جس کا کام terminate کیا گیا اس کو کیسے یہ کام دے رہے ہیں۔ 172 billion یہی لوگ ہیں جو deputation پر آتے ہیں وہ بیٹھ کر اپنے مفادات کو secure کرتے ہیں اور ایسے غلط عمل کرتے ہیں پھر پاکستان کے عوام اس عذاب کو جھیلتے ہیں اور جو اضافی فنڈز آتے ہیں جو اس scheme پر لگتے ہیں وہ overall پاکستانی عوام کو واپس کرنے ہیں۔ ان افسران پر بھی action لینا چاہیے وہاں پر بیٹھ کر غلط کر رہے ہیں۔

خاص طور پر میں اس موقع کا فائدہ تو نہیں کہوں گا لیکن منسٹر صاحب کو لازمی التجا کروں گا کہ NHA میں blunder پر blunder ہو رہے ہیں، اور billions کی corruption ہو رہی ہے in awarding of contracts اور ہمیں امید ہے کہ آپ ابھی نئے آئے ہیں، آپ ان پر ایکشن لیں گے۔ آپ ان سارے لوگوں کو دیکھیں کم از کم اگر ہم NHA کو بچا پائیں گے۔ پلوشہ بہن بیٹھی ہیں، ضمیر صاحب بیٹھے ہیں، یہ ہمارے کمیٹی کے ممبرز ہیں۔ آپ committees میں دیکھیں، آپ کے NHA کے افسران ایک لفظ سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں ناں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ سوال ہے اور کون سی میں کوئی رام کہانی تو نہیں بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سوال کا جواب دیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: بات یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں پر کم از کم ایکشن لینا چاہیے۔ آپ کے NHA کے افسران کمیٹی میں بول نہیں پاتے، جھوٹ کے اوپر جھوٹ بولتے ہیں، غلط بیانی کرتے ہیں ہر کمیٹی ہیں mislead کرتے ہیں۔ میں Economic Affairs Division کی committee کا میں چیئرمین ہوں اس میں وہ expose ہوئے ہیں۔ ہمارے Communications Committee کے چیئرمین پرویز صاحب بیٹھے ہیں وہاں بھی یہ expose ہوئے ہیں۔ ان سب پر action لینا چاہیے، سبق یہی ہے کہ جو لوگ deputation پر اور pick & choose basis پر آتے ہیں یہی ایسے عمل کرتے ہیں کیونکہ ان کا مستقل یہاں ہوتا نہیں ان پر action لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میں سینیٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جس بات کی انہوں نے نشاندہی کی ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ اس کو priority پر لیں گے۔ اگر آپ کسی ایک خاص شخص یا ہمارے کسی project کے بارے میں نشاندہی کر سکیں تو میں حاضر ہوں۔ میں آپ کے پاس خود آ کر اس کے بارے میں detail لے لوں گا۔ لیکن میں ایوان کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ 2024 سے 2025 کے درمیان ایک سال کے اندر NHA نے اپنے revenue میں ریکارڈ اضافہ کیا ہے۔ اس سال ہم نے پچھلے سال کی نسبت 50 ارب روپے زیادہ کمائے ہیں۔ یہ جو اضافہ ہے جب تک آپ کی سڑکوں کے لیے فنڈز نہیں ہوں گے اگر آپ نے اس کو improve کرنا ہے ان کو دوبارہ rebuild کرنا ہے، resurfacing کرنی ہے تو اس سب کے لیے پیسے چاہیے ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے نئے bridges بنانے ہیں یا پہلے سے بنے bridges کو

ٹھیک کرنا ہے تواس کے لیے بھی آپ کو پیسے چاہیں۔ اس مرتبہ ہم نے پیسے کمائے ہیں اور اپنے فنڈ سے کمائے ہیں کیونکہ ہمیں PSDP سے پچھلے سال سے بھی کم فنڈز ملے ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے تمام معزز سینیٹرز صاحبان کو بتاسکوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے اندر جتنے بھی development work ہو رہے ہیں پہلے سے زیادہ تیزی نظر آئے گی اور جو کام شروع نہیں کر سکے تھے آپ کو اس پر بھی کام ہوتا ہوا نظر آئے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر طاہر خلیل صاحب۔

سینیٹر طاہر خلیل: عبدالعلیم خان صاحب is a very intelligent Minister یہ تو admitted fact ہے کہ مان لیا کہ کتنی دیر سے، کوئی بھی ہے، مجھے نہیں پتا کہ یہ کون شخص ہے کون نہیں ہے نہ میں جانتا ہوں لیکن rules کی تو violation ہو رہی ہے۔ کیوں نہیں اس کو timeline دے رہے کہ پندرہ دن میں یا بیس دن میں کوئی meeting بلا کر جتنے بھی لوگ ہیں ان کو فارغ کرتا ہوں۔ نمبر۔ ۲، منسٹر صاحب جو deputation پر لوگ لے کر آئے ہیں ان کی وجہ سے آپ کی آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ سے مراد ہے NHA کی اگر یہ نہیں رہیں گے تو پھر آمدنی میں اضافہ نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، وزیر مواصلات۔

جناب عبدالعلیم خان: ان کا بہت شکریہ۔ میرے معزز سینیٹر بھی مجھ سے زیادہ لائق اور سمجھ دار ہیں۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-18July2025 Tariq/Ed: Khalid. 11:20 am

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: ان کا بہت شکریہ۔ میرے معزز سینیٹر مجھ سے زیادہ لائق اور سمجھدار ہیں۔ میں ان کو پچھلے بیس سالوں سے جانتا ہوں اس لیے مجھے پتا ہے کہ ماشاءاللہ ان کے اندر کتنی سمجھداری ہے۔ میں معزز سینیٹر کے سوال کو بالکل مانتا ہوں اور میں یہ چاہ رہا ہوں کہ میں آپ کو یہ نہ کہوں کہ میں 15 دنوں میں کر دوں گا، ہو سکتا ہے کہ میں کل تک ہی کر دوں لیکن مجھے آپ یہ دیکھنے تو دیں کہ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جو سپریم کورٹ کے حکم کی violation پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر سپریم کورٹ کے حکم کی violation پر ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم 15 دن انتظار کریں گے، ہم 15 منٹ بھی انتظار نہیں کریں گے اگر کوئی violation پر بیٹھا ہوا ہے تو ہم اس کو اسی وقت فارغ کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر سید مسرور احسن صاحب، سوال نمبر 21۔

Q.No.21.

سینیٹر سید مسرور احسن: کیا وزیر برائے سمندر پار پاکستانیز اور انسانی وسائل کی ترقی بیان فرمائیں گے کہ ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹس انسٹیٹیوشن (EOBI) میں کل رجسٹرڈ شدہ ملازمین کی تعداد کیا ہے، نیز ان میں کل کتنے ملازمین کو EOBI کارڑز جاری کیے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب انہوں نے جواب غلط دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں، یہ floor of the House پر جواب دیں گے۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب چیئرمین! آپ کہہ رہے ہیں کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ دوبارہ سوال کرلیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ (11448517) ملازمین ensure workers ہیں جو کہ رجسٹرڈ ہیں اور باقی website پر جا کر آپ check کر سکتے ہیں۔ اتفاق سے میں نے website پر جا کر check کیا تو وہاں پر ننانوے لاکھ ہیں تو یہ کیوں غلط بیانی کرتے ہیں جبکہ وزیراعظم پاکستان نے کل ہی EOBI کی پنشن میں 15% اضافہ بھی کیا ہے اور انہوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو دیگر لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہتے ہیں، مثلاً گھریلو ملازمین اور hawkers وغیرہ ایسے لوگ جو رجسٹرڈ نہیں ہیں، انہیں بھی رجسٹرڈ کرنا چاہتے ہیں۔ EOBI اتنا بڑا ادارہ ہے، ازبکستان میں تمام لوگ رجسٹرڈ ہیں لیکن یہاں یہ غلط figures دے رہے ہیں، اس کی اصلاح کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف) : شکریہ، جناب چیئرمین ! فاضل رکن کے سوال کے جواب میں تھوڑی سی update ہوئی ہے کیونکہ گاہے بگاہے آپ کو پتا ہے کہ لوگ اپنے آپ کو رجسٹر کرتے رہتے ہیں اور live numbers اس website پر رکھنا یا کوئی ایسا live mechanism نہیں ہے، جیسے جیسے وہ رجسٹرڈ کرتے ہیں periodically اسے update بھی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کل میرے ذمہ یہ سوال آئے، اس پر update information تھی انہوں نے ننانوے لاکھ کی بات کی ہے لیکن جو latest figures ہیں، میں نے انہیں کہا کہ as of yesterday مجھے بتائیں کہ latest figures اس میں کیا ہیں تو اس میں latest figures (11600440) ہیں۔ اگر فاضل رکن سمجھتے ہیں تو website میں کوئی error ہو سکتا ہے اگر کہیں گے تو اسے check کر کے update بھی کر دیں گے، کوئی ایسا mechanism بھی بنالیں گے کہ اس میں live updates بھی ہوتی رہیں جیسے جیسے وہ register ہوں تاکہ 24 یا 38 گھنٹوں کے اندر اندر وہ update بھی ہوتا جائے۔ میں نے آپ کو تعداد تو بتادی کہ registered workers کی تعداد یہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کارڈ اسی وقت ہی issue ہو جاتا ہے جب وہ انہیں register کرتے ہیں، یہ ایک automatic mechanism ہے اور automated system ہے جس کی وجہ سے card issue ہو جاتا ہے۔ جو شخص بھی اپنے آپ کو EOBI کے ساتھ رجسٹر کرواتا ہے اس کی registration automatically ہو جاتی ہے اور website پر بھی اسے reflect کر دیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار : بہت شکریہ، جناب چیئرمین ! منسٹر صاحب آپ کی توجہ چاہیے۔ آج جوابات کی ذمہ داری آپ کے ناتواں کندھوں پر ہے تو جوابات آپ کو ہی دینے ہیں۔ جواب میں EOBI کے حوالے سے کہا ہے کہ ایک کروڑ چودہ لاکھ اور آپ نے تصحیح کی ہے کہ موجودہ نمبر ایک کروڑ سولہ لاکھ ہیں۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ یہ کس کمپنی سے insured ہیں اور ان کو insurance کا کیا benefit مل رہا ہے، کتنی coverage ہے اور یہ کن کن ہسپتالوں سے علاج کروا سکتے ہیں اور after death انہیں کیا کیا benefits ملیں گے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی بیرسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: شکریہ جناب۔ فاضل رکن کا بڑا pertinent question ہے لیکن کیونکہ یہ اضافی تفصیلات مانگ رہے ہیں، میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اپنا سوال جمع کروادیں، انہیں جو بھی تفصیلات درکار ہیں بمعہ company details اور کیا کیا benefits ملیں گے وہ سوال کے جواب میں آجائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ ضروری بھی ہے کیونکہ سینیٹر سید مسرور احسن صاحب نے بھی تفصیلات مانگی تھیں، اس لیے آپ اس کی تصحیح کر لیں اور نہیں ضرور تفصیلات دیں۔ جی سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے جو figures دیے ہیں کیا ان میں mines workers بھی شامل ہیں یا نہیں۔ چونکہ پاکستان میں سب سے زیادہ mines workers پر کام کرتے ہیں، EOBI انہیں رجسٹر کیوں نہیں کرتی؟ وہ شامل ہیں یا نہیں ہیں۔ دوسرا کیا یہ provincial subject نہیں ہے؟ اور اگر ہے تو بتائیں کہ صوبوں کے پاس کتنے لوگ رجسٹرڈ ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جس طرح فاضل رکن نے سوال کیا، بالکل mines بھی صوبوں کے پاس ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو رجسٹر کرواتا ہے اس کی automatic registration ہوتی ہے تو mines والوں کی ایک تو صوبوں کے پاس ہے اور اس میں تمام areas of employment ہیں وہ اس میں cover ہوتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں وزیراعظم صاحب نے اس پر ایک کمیٹی بھی تشکیل دی ہے اور جس طرح بتایا گیا کہ ان کی پنشن میں increase 15% ہوئی ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو domestic workers یا جن workers کی classification or category اس میں نہیں آرہی تھی تو ان سب کو رجسٹر کرنے کے لیے یہ کمیٹی کام کرے گی تو ان شاءاللہ اس تعداد میں اضافہ بھی ہوگا اور اگر کوئی اضافی تفصیلات درکار ہیں تو بالکل آپ نیا سوال ڈال دیں تو آپ کو اس کے مطابق جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اگلا سوال نمبر ۲۲، سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔

Q.No.22.

سینیٹر سید مسرور احسن: کیا وزیر برائے سمندر پار پاکستانیز اور انسانی وسائل کی ترقی بیان فرمائیں گے کہ EOBI کی زیر ملکیت عمارتوں کی تفصیلات کیا ہیں، نیز ملک میں فی الوقت EOBI کی جانب سے کرائے پر لی گئی عمارتوں کی صوبہ وار تفصیلات بھی بتائی جائیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی وزیر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین! ہم نے تمام تر تفصیلات annexures کے ذریعے سے فراہم کر دی ہیں لیکن پھر بھی میں بتا دیتا ہوں کہ EOBI جو عمارتیں own کرتی ہے اس کی list as Annex-A ہم نے لف کی ہے۔ 49 buildings EOBI own کرتی ہے اور جو rented buildings ہیں ان کی تفصیل Annex-B پر ہیں جو کہ 40 ہیں اور اس کی تمام تر تفصیلات اگر فاضل رکن دیکھیں تو اس میں area-wise, province wise and address-wise تفصیلات ہم نے فراہم کر دی ہیں جو کہ Annex-A and B پر موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب۔ آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: جناب چیئرمین! میں منسٹر صاحب کو یاد دلاؤں گا کہ 2013 میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو پنجاب میں PML(N) کی حکومت تھی اور انہوں نے سپریم کورٹ میں petition داخل کی تھی کہ EOBI is a provincial subject اور اسے صوبوں کے حوالے کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے اس معاملے کو CCI کو بھجوایا تھا کہ اس کا decide کیا جائے۔ Admittedly, Labour department is a provincial subject اس کو وفاقی حکومت میں رکھنا un-constitutional ہے اور PML(N) نے خود سپریم کورٹ میں petition داخل کی تھی، اس وقت پنجاب کے ایڈوکیٹ جنرل اشتر اوصاف صاحب تھے اور سندھ کا میں تھا تو ہم اسے contest کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: میرا سوال یہ ہے کہ this is a devolved subject یہ صوبوں کو کب واپس کریں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: دیکھیں یہ Council of Common Interests کا mandate ہے اور اس حوالے سے کسی ایک صوبے کا نہیں ہے تو جب یہ معاملہ CCI میں take-up ہوگا تو بالکل as per Constitutional provisions, as per law, rules and regulations یہ تمام معاملہ اسی طرح سے settle ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔ آگے (جاری۔۔۔T-04)

T04-18July2025 Mariam Arshad/Ed:Shakeel 11:30 a.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین (جاری۔۔۔): جی سید مسرور احسن۔

سینیٹر سید مسرور احسن: انہوں نے یہاں پر ذکر کیا ہے کہ اسلام آباد میں پانچ عمارتیں ہیں جب کہ list دیکھی جائے تو صرف I-8 میں آٹھ پلاٹ ہیں۔ جب کہ اور دیگر چیزیں ہیں تو براہ مہربانی جب بھی جواب دیا جائے تو مکمل طریقے سے دیا جائے کیونکہ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ EOBI بہت اہم ادارہ ہے اور یہ بہت امیر ترین ادارہ ہے۔ اس کے پاس اربوں روپے کی جائیداد ہے۔ اس میں آجر اور اجیر دونوں پیسے دیتے ہیں اور اس کے بعد حکومت اس میں subsidy دیتی ہے تو آجر کا پیسہ اور اجیر کا پیسہ اس طرح ضائع نہ ہو۔ پہلے بھی بہت سارے fraud ہوئے ہیں، اس سلسلے میں بہت سارے cases بنے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب خود اس چیز میں interest لے رہے ہیں تو براہ مہربانی EOBI کے تمام معاملات کو کمیٹی میں بھیجیں تاکہ کمیٹی دیکھے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: انہوں نے جس طرح عرض کیا کہ ایک تو وزیر اعظم صاحب نے ملازمین کے حوالے سے یا workers کے حوالے سے جو reformative actions لیے ہیں یا decisions لیے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ آپ اکثر میڈیا پر بھی دیکھتے ہیں otherwise بھی تمام تر forums پر دیکھتے ہیں کہ جو workers and labour class کے لیے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ بلکل مثالی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ NIRC کا دیکھیں کہ اس کو جس طرح فعال کیا ہے اور جو disputes ہیں ان کے جلد سے جلد

decisions and adjudicationاس کو بھی یقینی بنایا گیا ہے۔ اس تمام تر معاملے پرplots and buildingsکی جو تفریق ہے میں بالکل realise کرتا ہوں اس تمام ترissueپر اور اگر کوئی correction ہے تو میں وہ بھی فاضل رکن کو دے دوں گاcorrectionکے ساتھ کہ جو plot and buildingکاdifferenceہے کیونکہ انہوں نے پوچھا کہ وہ کتنی buildings own کرتے ہیں۔ Buildingsکا ہم نے بتایا اورplotsکا ہم نے اضافی لکھ دیاbecause plot and buildingمیں فرق ہے۔

اب اگر ایسا کوئیmisprintآیا ہے، کوئی ایساerrorہے تو میں بلکل department and concerned Ministry سے تمام تر جوupdated informationہے وہ میں ان شاء اللہ فاضل رکن کوprovide کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عبدالشکور خان۔ .Next questionدوسوال مسرور صاحب نے کیے۔ Next questionسینیٹر عبدالشکور خان۔

سینیٹر عبدالشکور: جناب ڈپٹی چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر بولیں۔

(Q.No.25)

سینیٹر عبدالشکور: سوال نمبر .25 وزیر برائے سمندر پار پاکستانیز نے جواب دیا ہے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! آپ کی اجازت سے اس جواب کی ایک مثال دینا چاہوں گا اور اس مثال سے مجھے امید ہے کہ ایوان کا تقدس کم از کم پامال نہ ہو۔ مثال یہ ہے کہ دھمال فلم میں چار دوست ہوتے ہیں غور سے اگر سنیں۔ دھمال فلم میں چار دوست ہوتے ہیں جیسے ہمارے چار صوبے ہیں۔ اس میں ایک دوست تھوڑا سا باؤلا ہوتا ہے جیسے ہمارا صوبہ بلوچستان ہے۔ تین دوست منصوبہ بناتے ہیں تو چوتھا دوست کہتا ہے کہ اس حساب سے میرا کتنا بنے گا تو ہم بلوچستان والے ہر حساب میں کہتے ہیں کہ میرا کتنا بنے گا، میرا کتنا بنے گا اور آپ کی وزارت میں ہم کم از کم zeroپر ہیں۔ اس میں ہماری نوکریوں کی آپ نے جو تعداد بتائی ہے اس میں بلوچستان zeroپر ہے۔ مجھے پہلے تو خوشی ہوئی کہ شاید بلوچستان میں بے روزگاری ختم ہو گئی ہے کہ آپ کی وزارت میں ہمارا کوئی بھی بھرتی نہیں ہوا تو کم از کم وزیر صاحب یہ بتائیں کہ بلوچستان میں اتنی غربت، اتنے مسائل ہیں تو آپ کی لسٹ میں ہم zeroکیسے آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: ان کا question no. 25 ہے اس میں انہوں نے details مانگی ہیں کہ ہمیں بتایا جائے Naib Qasid, Steno typist, Assistants یہ لوگ جو بھرتی کیے گئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ Chair کو مخاطب کریں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین! اس میں جو سوال نمبر پچیس ہے اس کا جو main مقصد تھا جو information ہم سے مانگی گئی ہے وہ recruitment کے حوالے سے مانگی گئی ہے۔ اس میں ایک ضمنی سوال بھی تھا شاید اس کا ذکر فاضل رکن نہیں کر سکے اور اس میں یہ تھا کہ یہاں پر جب ban لگا تھا Supreme Court کا ایک decision ہے تو اس میں آپ نے کس طرح recruitment کی تو اس کے لیے Finance Ministry کا ایک O.M. تھا۔ 6th September, 2024 کو ban بالکل fresh recruitments پر imposed تھا لیکن اس پر ہمیں جو exemption ملی ہے اس O.M. کے through جو منسٹری کو ملی ہے اس پر exactly جو exempt کیا گیا ہے وہ recruitment میں تھا جو already on going recruitment ہیں تو اس کو آپ exempt کر دیں۔

وہ ہم نے تمام تر تفصیلات ساتھ لف بھی کر دی ہیں اس جواب کے ساتھ اور proper advertisement کے through بتایا گیا ہے کہ 22nd July,2024 کو وہ advertisement ہوئی اور April, 2024 میں یہ NOC دی گئی تھی۔ اور اس کو پھر extend بھی کیا گیا تھا December, 2024 میں تو جو recruitments پر جو ban تھا اس سے یہ پہلے سے ہی initiate ہوا تھا۔ وہ departments یا وہ Ministries جو already on-going process میں تھیں recruitment کے حوالے سے تو ان کو exemptions دی گئی ہیں۔ یہ exemption اسی حوالے سے ہے۔

جس سوال کا شاید فاضل رکن نے ذکر کیا ہے وہ اضافی سوال ہے اور وہ دوسرا سوال ہے۔ وہ question number جو ہے بلوچستان کے حوالے سے جو انہوں نے بات کی ایک تو ہم نے تمام تر تفصیلات اس کے ساتھ Annexure A میں لف کر دی ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ اضافی سوال جو ہے star question اس میں بالکل اگر کہتے ہیں تو میں دے دوں گا اس میں بلوچستان کے حوالے سے جو details ہیں۔ فی الوقت جو ہمارے پاس لسٹ ہے اس میں، میں نے جو جواب کے ساتھ لسٹ لف کی ہے اس میں merit کے اوپر ہے، local based ہیں اور بلوچستان واقعی ان کی بات درست ہے کہ بلوچستان اس لسٹ میں reflect نہیں کر رہا۔ میں accept کرتا ہوں کہ جو لسٹ ہم نے لف کی ہے اس میں بلوچستان کا ذکر نہیں ہے یا کوئی بھی ایسا جو employee ہے وہ بلوچستان سے نہیں آ سکا۔ لیکن یہاں پر یہ بھی دیکھیں کہ merit پر ہوئی ہیں، open merit پر ہوئی ہیں اور اس کے ساتھ minority کے quota پر ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ جواب دیں گے کہ بلوچستان سے کیوں نہیں ہوا ہے؟

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین! میں بالکل یہ details جو ہم نے ساتھ دی ہیں یہ merit and open merit پر ہیں۔ Quota کا میں بالکل کیونکہ ان کی اضافی details جو ان کو درکار ہیں لے کر میں ان کے ساتھ share کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ معزز رکن کو اس کی copy لازمی دے دیں اس حوالے سے۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین! Open merit پر کئی دفعہ نہیں بھی ہو سکتا کیونکہ open merit ہو یا locally based ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Cross question نہ کریں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین! میں اس کی تفصیلات اور اس کی وجہ کہ بلوچستان سے کیوں نہیں ہے میں ان کو تمام تر۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ تمام تر وجوہات ان کو لازمی دے دیں، شکور خان صاحب کو۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: میں ان کو لازمی دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فوزیہ ارشد۔ پہلے یہ کرلیں اس کے بعد آپ کرلیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب ڈپٹی چیئرمین! میں نے اس کو پڑھا ہے اور اس میں جو explanation آئی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پلیز۔

Senator Fawzia Arshad: The recruitment process will continue if it has already been initiated, in the light of above refer O.M. the Ministry continued its recruitment process to 37 seats, 34 through addendum, 3 through first advertisement.

یہ جو 34 recruitments ہوئی ہیں یہ کون سے advertisement کے تحت ہوئی ہیں اور اس کی date کیا ہے اور اسی طرح جو تین ہوئی ہیں ان کی کیا date ہے advertisement تو اس کا لکھا ہوا ہے۔ اس کی ذرا clarity دے دیں کہ یہ کس تحت ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: تمام تر تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو جو documentation ہم نے لف کی ہے جس میں extension تھی۔ اس ban کے بعد ہمیں جو extension ملی جو NOC ملا پھر اس کو extend کیا گیا۔ جو recruitment ہوئی وہ تمام تر تفصیلات Annexure A میں درج ہیں کہ open merit پر ہوئی ہیں، دیگر areas اور صوبے ہیں اس میں بالکل ہوئی ہیں اور تمام تر تفصیلات ساتھ لف کی گئی ہیں۔ Province wise, District wise وہ لف کی گئی ہیں تمام تر تفصیلات اور تمام تر۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کرنے کے لیے mic کے قریب آجائیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین ! یہ اگر سوال بتا دیں ان کا mic on نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ mic کے قریب آ جائیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: میرا جو سوال تھا اس میں یہ ہی کہا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا قریب آ کر سوال کر لیں۔ (جاری۔۔۔T05)

T05-18Jul2025 FAZAL/ED: Waqas 11:40 am

جناب ڈپٹی چیئرمین: (جاری ہے۔۔۔)آپ ذرا mic کے قریب آ کر question کر لیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب چیئرمین! میرا سوال یہ تھا کہ جو ابھی 34 appointments ہوئی ہیں وہ کس advertisement کے تحت ہوئی ہیں۔ اس کی کیا تاریخ ہے اور جو تین باقی advertisement کے تحت ہوئی ہیں اس کی کیا date ہے۔ اس میں کوئی clarity ہے کہ یہ کس طرح ہوئی ہیں؟ براہ مہربانی یہ ذرا مجھے معلوم کرنا تھا۔

بیرسٹر عقیل ملک: جی دیکھیں clarity کے ساتھ جو advertisement ہے اس کی اگر کہتے ہیں تو میں کاپی بھی place کروا دوں گا اور میں بالکل فراہم کر سکتا ہوں۔ 22 جولائی 2024 کی یہ advertisement ہے اور اگر یہ کہتے ہیں تو میں بالکل on the record بھی لے آؤں گا۔ یہی criteria ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اگر تھوڑا سا جواب کے ساتھ بھی دیکھا جائے تو وہاں پر تمام تر جو decision تھا Special Cabinet Committee کا جو 12 جون 2024 کو ہوا and if I may be permitted to read, اس میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ

“Other than those in case of which the recruitment process had already been initiated.”

کہ جو already initiate ہو چکا ہے اس ban سے پہلے وہ ongoing and underway ہے اور اس کو آپ جاری رکھیں۔ تو اسی کے لیے ایک sanction دی گئی اور اگر فاضل رکن کہتی ہیں تو میں وہ advertisement بھی on record place کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سارا ریکارڈ آپ معزز رکن کو مہیا کر دیں۔ جی، سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! یہ بالکل میرے فاضل رکن نے جس طرح سے آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے اور آپ نے بھی اس کا نوٹس لیا ہے کہ بلوچستان کا اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تو آپ یقیناً اس کی انکوائری کریں گے۔ جناب چیئرمین! جو recruitment policy ہے اس میں بدقسمتی سے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ معذوروں اور خواتین کا کوٹہ بھی ہوتا ہے۔ ان ظالموں نے معذوروں کو بھی نہیں بخشا۔ دیکھیں معذوروں کو بھی ایک سیٹ نہیں دی اور نہ ہی خواتین کو۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی بڑی violation ہے۔ معذور بے چاروں کو امید ہوتی ہے کہ ان کا تین چار فیصد کوٹے میں کہیں پر جگہ بن جائے گی مگر ان کا بھی کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ بلوچستان کے ساتھ تو بالکل زیادتی ہے مگر معذوروں کے ساتھ زیادتی یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس پر آپ نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔ میرے خیال میں منسٹر صاحب بڑے مفصل جواب دے رہے ہیں۔ جی، اعظم نذیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! دیکھیں دو streams چل رہی ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں بھرتیوں کی تو ظاہر ہے یہ اختیار نہ میرا ہے نہ آپ کا ہے نہ میرے فاضل دوستوں کا ہے۔ ایک mechanism ہے اس کے تحت ہونی ہے اور اچھی بات ہے۔ آج سے بیس سال پہلے زبانی احکامات پر بھی بھرتی ہوتی تھی اب اخبار میں اشتہار دینا بھی شرط ہے۔ اب اس کے بعد ایک ٹیسٹ میں پیش ہونا بھی شرط ہے۔ اس کے بعد پھر اس کی screening ہوتی ہے۔ Screening کے بعد کوئی انٹرویوز کی شرط ہے کہیں پر اور کہیں پر کوئی technical test کی شرط ہے۔ اس کے بعد جا کر ہوتا ہے۔

اب یہ tier one ہمارے پاس CSS کا ہے اور نیچے آتے آتے جو clerical staff ہے یا even جو درجہ چہارم کا staff ہے ان کے لیے بھی کچھ mechanisms ہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ Seats کی allocation ہوتی ہے اور جب open merit پر ہو

تو ہر کوئی compete کر سکتا ہے۔ مرکز میں open merit کے ساتھ ساتھ صوبوں کی seats ہیں لیکن unfortunately کئی مرتبہ یہ ہوا کہ کچھ سیٹیں minorities کی کہہ لیں یا disable کی کہہ لیں یا کسی ایسے علاقے جو کہ ویسے ہی اتنے زیادہ ترقی یافتہ نہیں ہیں وہاں پر سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں۔ وہ pool میں جمع رہتی ہیں وہ ضائع نہیں ہوتیں۔ ہم نے recently one time dispensation کرکے CSS کے لیے ایک امتحان لیا تھا۔ سینیٹر دنیش کمار کو یاد ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں قانون سازی بھی کرنی پڑی تھی۔ ہماری اقلیتی برادری کے مختلف segments میں ان کی تقریباً سو سے زیادہ سیٹیں مقابلے کے امتحان کے لیے خالی تھیں۔ وہ fill نہیں ہو رہی تھیں۔ پانچ سال ان کو عمر کی رعایت بھی دی گئی اور ان کے لیے special arrangements کرکے امتحان لیا گیا۔ اس میں تقریباً کوئی 40% سیٹیں fill ہوئیں لیکن پھر بھی کافی سیٹیں خالی رہ گئیں۔ اب ظاہر ہے کہ کوٹہ مقرر کرنے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ آپ بغیر امتحان لیے خالی کورے کاغذ والے کو بھی نوکری دیں کہ یہ آپ کا right ہے ہم آپ کو دے رہے ہیں اور یہی میرٹ ہے اور ہونا چاہیے۔ میں وزیراعظم کی اس بارے میں گواہی دے سکتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب میں وزیراعلیٰ ہوتے ہوئے جس mission کا آغاز کیا تھا کہ بھرتیاں میرٹ پر ہوں گی چاہے وہ اسکولز میں ہوں، چاہے وہ پولیس میں ہوں یا چاہے وہ دوسرے محکموں میں ہوں آج بھی اس پر کھڑے ہیں اور پوری سختی سے کھڑے ہیں۔ ابھی ہم ہر level پر کوشش کر رہے ہیں۔

میں پچھلے ہفتے کا ایک initiative آپ کو صرف گوش گزار کر دیتا ہوں کیونکہ بطور وزیر انسانی حقوق میں نے وہ سارا initiative خود لیا ہے۔ ہم نے carve out کرکے Civil Services Academy نے سپیشل پروگرام شروع کیا ہے اور تمام صوبوں سے انہوں نے نام طلب کیے اور جو minority کی تنظیمیں ہیں ان سے نام لیے، جو بچے اور بچیاں ان کی ہیں۔ University Education complete کر کے جن کے اچھے scores ہیں، جن کے 80% یا 85% scores والے بچے ہیں۔ Civil Services Academy میں امتحان سے پہلے ان ساروں کی orientation کروائی ہے۔ اب ان کی امتحان کی تیاری کے لیے بھی خصوصی کلاسوں کی اجراء کروا رہے ہیں اور یہ ساری تقریب پچھلے ہفتے لاہور میں ہوئی۔ اس سلسلے کو ہم نے شروع کر دیا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ وہ طبقات یا وہ علاقے جو کہ اس دوڑ میں اس طرح سے شریک نہیں ہو سکتے اور آئین بنانے والوں نے ان کے لیے سپیشل کوٹہ رکھا اور اس سپیشل کوٹے کے باوجود وہ جو تعلیمی معیار ہے اس کو کسی وجہ سے meet نہیں کر پا رہے ہیں تو ہم ساروں کا فرض ہے کہ ہم کوشش کر

کے وہ جیسے کہتے ہیں کہ ان کی handholding کریں۔ ان کے لیے ایک آسانی پیدا کریں اور ذریعہ بنائیں۔ And rest assured کہ بلوچستان ہے یا ہمارے اندرون سندھ کے کچھ areas ہیں، جنوبی پنجاب کے ہیں، خیبر پختونخوا کے کچھ areas ہیں جہاں پر quotas بھی مقرر ہیں اور جہاں پر ہمیں خود اندازہ ہے کہ اس معیار کا competitive environment نہیں ہے جو ہمارے urban یا developed areas میں ہیں۔ حکومت اس کے بارے میں پوری طرح آگاہ ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان چیزوں میں ظاہر ہے اگر ہم یہ کہہ دیں کہ یہ نہیں یہ کیوں خالی پڑی ہوئی ہے تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ جب آپ امتحان لیتے ہیں اس کے لیے unfortunately اس امتحان میں qualify کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو ہم سارے مل جل کر کوشش کریں۔ صوبائی حکومتوں نے اپنے education کے standards improve کرنے ہیں۔ ان پر بہت بڑی یہ ذمہ داری عائد ہے۔ جب تک ہم نے اور میں آج اس Floor پر آپ سب کو دوبارہ ایک دفعہ ہاتھ باندھ کے گزارش کروں گا کہ یہ جو private universities کے charters کے لیے ہر دفعہ Government resist کر رہی ہوتی ہے اور یہاں سے ہم ہی سارے groups میں اس کو کہتے ہیں کہ نہیں یہ ہونا چاہیے۔ یہ حق ہے، جناب چیئرمین! اس پر بھی غور کیجئے۔ یہ جو internal examination system ہے اس نے نظام تعلیم کا بیڑا غرق کر دیا۔ میں خود Committees میں بیٹھا ہوں۔ میں انٹرویوز لیتا ہوں۔ ہم سر پکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں کہ بی اے، ایم اے اور ایم ایس سی کی degrees ہیں اور basics کا پتا نہیں۔ جناب چیئرمین! خدا کے لیے ہم سب کو سر جوڑ کر بیٹھنا پڑے گا۔ اس معزز ایوان کو بھی اپنا role paly کرنا ہے۔ اس کے لیے ہم اپنے آپ سے وعدہ کریں کہ ہم نے اپنے آنی والی نسلوں کو سنوارنے کے لیے اس پر compromise نہیں کرنا۔ آپ تعلیم پر compromise چھوڑ دیں تو آپ کا ملک سنور جائے گا انشاءاللہ۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آخری سوال، سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میرا سوال تو ہے ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا mic on ہے۔ آپ پھر mic بند کریں۔ اگلا سوال سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

(Q. No. 26)

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب چیئرمین! میرا یہ جو ضمنی سوال ہے اس پر 15 جولائی کو بھی میرا ایک سوال آیا تھا which was directed towards the Interior Ministry اور انہوں نے کہا کہ ہمارا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ یہ ایک بہت serious issue ہے اور میرے خیال میں اس کو کمیٹی میں refer کرنا چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ اس میں جو سننے میں آیا ہے اور ایک نہیں مختلف ذرائع سے سننے میں آیا ہے کہ اس میں وہاں پر جو recruiting agencies ہوتی ہیں انہوں نے پاکستان سے عورتوں اور لڑکیوں کو وہاں recruit کیا ہے اور وہ ادھر آپ کو پتا ہے most probably کسی prostitution یا something like that اس لحاظ سے کیا گیا ہے۔ اب یہ خانہ پوری ہوتی ہے اس کے اوپر جو آپ نے لفافہ جو بھی ڈالنا ہے یا جو بھی cover کرنا ہے وہ اور بات ہے اور سننے میں یہ آیا ہے کہ اس میں کچھ لوگ جو تھے نا انہوں نے support کیا ہے from the embassy. اب اس میں بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے مجھے ساری چیزوں کے بارے میں کچھ شواید بھی بھیجے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ یہ کمیٹی میں بھیج دیں تاکہ وہاں پر اس کے اوپر تفصیلی discussion ہو۔ یہاں پر I am not asking anyone to defend or something like that, this is a problem that we need to solve. اگر ہم اس کو solve کر لیں گے تو کل کلاں کو کسی بڑی بدنامی سے بچ جائیں گے۔ تو میں آپ سے صرف یہ request کروں گا کہ اس question کو آپ کمیٹی میں refer کر دیں تاکہ وہاں ہم اس پر تفصیلی discussion کر لیں گے۔ بہت شکریہ۔

(جاری ہے----T06)

T06-18Jul2025 Rafaqat Waheed/Ed: Khalid 11:50 am

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: (جاری) وہاں ہم اس پر تفصیلی discussion کر لیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب۔

بیرسٹر عقیل ملک: جناب ڈپٹی چیئرمین! شکریہ۔ فاضل رکن نے جواب پڑھ لیا ہے لیکن اگر پھر بھی کہتے ہیں تو میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ چونکہ یہ سربیا کے حوالے سے ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: معزز رکن کمیٹی کی بات کر رہے ہیں، آپ اس حوالے سے وضاحت کر دیں۔

بیرسٹر عقیل ملک: اگر آپ اسے کمیٹی میں بھیجنا چاہتے ہیں تو ضرور بھجوا دیں لیکن تھوڑا سا اس پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو مشن کے اوپر allegations لگائے جا رہے ہیں، ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ اس میں directly, mission کے role کے حوالے سے پوچھا گیا ہے کہ وہاں پر موجود ہماری embassy کا role کیا تھا یا مشن کا role کیا تھا۔ ان معاملات میں employer سے direct verification کی گئی۔ پہلی بات، Expo-2027 کے لیے جب recruitment شروع کی تو ان کو skilled, semi-skilled workers for agro-farming, construction and IT sector کے لیے درکار تھے۔ ان کی demand تقریباً 27 ہزار تھی۔ اس کے نتیجے میں 2024 میں پاکستان سے صرف 38 لوگ اس ویزا کو حاصل کرکے سربیا میں ان fields میں کام کرنے کے لیے گئے۔ ان لوگوں کو fruit and vegetable farms کے اندر employment ملی۔ ان 38 میں زیادہ تر کے contracts مکمل ہو چکے ہیں اور وہ واپس بھی آ چکے ہیں۔ ابھی سربیا میں 38 میں سے صرف 13 ورکرز کو re-employ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک مشن کی بات کی گئی ہے تو مشن نے verify کیا۔ سال 2024 میں جب یہ demand letter آیا تو مشن نے ان کمپنیوں سے رابطہ کیا اور ان سے verify کیا کہ کیا واقعتاً آپ اس field اور اس area میں یہ employments دے رہے ہیں۔ وہاں سے اس کا scope, authenticity or manpower requirements یا جو دیگر اضافی چیزیں تھیں، وہ مشن نے check کیں۔ اس کو چیمبر آف کامرس کے ساتھ cross verify کیا اور اس کے ساتھ ساتھ جو بھی supporting documents تھے، جس میں business rating: A+ (as per chambers records), operation tenure مطلب کہ دس سال سے زیادہ انڈسٹری کا تجربہ ہو، Complaint Record کہ ان کے خلاف کوئی شکایت تو رجسٹر نہیں ہوئی اور اس میں Financial Health کا parameter تھا کہ وہ financially sound ہوں اور ان کی bank statement کے ساتھ corroborate کر رہا ہو۔

اس کے بعد ایک تیسرا step تھا جس میں Bureau of Emigration and Overseas Employment کے ساتھ liaise کرنا تھا۔

The Mission received two formal requests from the Bureau of Emigration and Overseas Employment, Protectorate of Emigrants, vide letter No. PE/RWP/OEP/3700/2023 dated 11th March 2024 and the other letter dated 29th March, 2024. Therefore, the Mission carried out verification and due diligence.

اس کے بعد اس نے بیورو آف امیگریشن کو بتایا کہ 2024 کی ان ورکرز کی جو demand تھی، وہ درست ہے۔ جہاں تک سربیا کے قانون کی بات ہے تو یہ صرف employer ہیں یا وہاں پر جو کمپنیاں ہیں، وہی work یا پھر employment visa کے حوالے سے recruitment کر سکتی ہیں۔ اس میں ایمبیسی کا کوئی role نہیں ہے کہ وہ کسی بھی پاکستانی workforce کے لیے direct recruitment کرے یا visa issue کرے۔ اب یہاں پر فاضل رکن نے جو بات کی ہے، اگر جناب بہتر سمجھتے ہیں کہ اس کو further probe ہونا چاہیے تو بے شک کمیٹی کو بھجوادیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم نے تمام تر تفصیلات ویسے ہی اس جواب میں share کر دی ہیں جبکہ جو اضافی معلومات تھیں، وہ بھی میں نے اس ہاؤس کے سامنے پیش کر دی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! منسٹر صاحب کے لیے میرا بڑا احترام ہے مگر ہر سوال، ہر معاملہ اور ہر action شاید defend کرنے کا والا نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسا عزت والا معاملہ ہے جس میں allegations کسی اور طرح سے آتے ہیں۔ یہ اس طرح سے ممکن نہیں ہے، جب تک منسٹری کے لوگ involve نہ ہوں، اس وقت تک یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب rightly or wrongly کچھ ہوا ہے تو اگر ایک پردے میں کمیٹی کے پاس معاملہ چلا جائے اور probe ہو جائے تو میرے خیال میں اس میں ہم سب کی عزت ہے، ہم سب کا پردہ ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ وہاں کمیٹی میں سب اکٹھے بیٹھ کر سوالات کر لیں۔ اس معاملے کو میں نے کمیٹی میں بھیج دیا ہے۔ جو جو چیزیں آپ کو درکار ہیں، کمیٹی میں بیٹھ کر پوچھیں۔ سوال نمبر 27، عبدالشکور صاحب۔

(Q. No.27)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر عبدالشکور خان: جواب میں نے پڑھ لیا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ چونکہ یہاں پر پرائیویٹ میڈیکل کالجز نے [***][1] کا ایک سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، میں [***] کا لفظ استعمال کروں گا، اگر آپ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیج دیں تو وہاں شاید اس پر زیادہ کام ہو سکے۔ میری request ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: [***] کے الفاظ کارروائی سے expunge کیے جائیں۔ جی منسٹر صاحب۔

سید مصطفےٰ کمال: چیئرمین صاحب! معزز سینیٹر صاحب نے کی بات کا ہم نے پوری detail کے ساتھ جواب دیا ہے۔ یہ جواب صرف جواب برائے جواب نہیں ہے بلکہ یہ ایک real issue تھا جس پر جناب وزیراعظم پاکستان نے ایک بہت high level کی کمیٹی بنائی۔ ڈپٹی پرائم منسٹر آف پاکستان، اسحاق ڈار صاحب کو اس کا head بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام stakeholders کو انہوں نے اس کا ممبر بنایا۔ اس کے اوپر کئی ماہ کی کوششوں اور تمام stakeholders کو سننے کے بعد طے ہوا کہ 18 لاکھ روپے کی ایک slab amount ہو گی جو کہ فیس ہو گی۔ اگر کسی کالج کو لگتا ہے کہ اس کا standard بہت زیادہ ہے تو اس میں cushion رکھا گیا کہ وہ اپنا proposal پیش کرے اور کمیٹی کو justify کرے، پھر کمیٹی اس کو 25 لاکھ تک determine کر سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ مئی میں جا کر یہ فیصلہ ہوا ہے جبکہ فیسیں چونکہ جنوری میں لے لی جاتی ہیں تو پھر اس میں decide ہوا تھا کہ کالجز یا تو refund کریں گے یا پھر اگلے سیشن کے لیے اس فیس کو adjust کریں گے۔ لوگ واٹس ایپ کر دیتے ہیں لیکن written میں اس کی complaint نہیں کرتے، ہم اس واٹس ایپ message کے اوپر بھی جاتے ہیں، کالجز کو check کرتے ہیں اور اس کو implement کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی مخصوص کالج کی بات کر رہے ہیں تو پلیز ہمیں identify کیجیے گا۔

[1] [The Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman].

دوسری بات یہ ہے کہ اس تمام procedure کے دوران اسٹینڈنگ کمیٹی کے اندر already discussion ہو چکی ہے۔ آپ جس کمیٹی میں بھیجنے کی بات کر رہے ہیں، اس میں already اس معاملے پر ساری discussion ہو چکی ہے، اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا ہے۔ ہمارے پاس اس کی کوئی written, complaint میں as such موجود نہیں ہے۔ پانچ شکایات تھیں جنہیں address کر لیا گیا ہے اور وہاں پر تمام چیزیں settle ہو گئی ہیں۔ اگر آپ کے پاس کالج کا کوئی specific نام ہے جو یہ کر رہا ہے تو پلیز میرے ساتھ share کریں، میں اس کو ضرور دیکھوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی عبدالشکور صاحب۔

سینیٹر عبدالشکور خان: اگر اس کو کمیٹی میں بھیج دیں تو مناسب ہوگا۔ ظاہر سی بات ہے کہ کمیٹی ایک بہتر فورم ہے اور اس پر فیصلہ کر سکتی ہے۔ مجھے کوئی اور فورم نظر نہیں آ رہا جہاں پر میں جاؤں۔ اس کے لیے شاید کمیٹی بہتر فورم ہوگا۔

سید مصطفیٰ کمال: اس issue کے بعد بھی issue آئے گا، دوبارہ بھی issue آ سکتا ہے۔ (جاری-----T07)

T07-18July2025 Abdul Razique/Ed: Khalid 12:00 p.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر برائے صحت۔

جناب مصطفیٰ کمال: جناب! اس کے بعد یہ issue دوبارہ بھی آ سکتا ہے۔ ہر issue کو اگر آپ دوبارہ کمیٹی میں بھیجیں گے تو وہ linger on ہوگا۔ ہم تو کہہ رہے کہ fastest decision کر کے آپ کو دے دیں۔ کمیٹی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کمیٹی کا اجلاس ہوگا، وہاں اس پر بحث ہوگی اور فیصلہ کریں گے اور یہ پتا نہیں کہ یہ کب ہوگا۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھے وہ نام بتائیں اور ہم within no time اس پر decision دیں گے اور اسے check کریں گے۔ اسے کمیٹی میں بھیجنے پر مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ کے مسائل ہیں تو ہم اسے address کریں گے۔ میں تو نہیں جاننا چاہتا ہوں، آپ مجھے بتا دیں اور ہم کریں گے۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کیونکہ یہ آسان اور fastest way ہے، شکریہ۔

(مداخلت)

جناب مصطفیٰ کمال: اگر آپ اسے کمیٹی میں بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عبدالشکور صاحب! آپ کے پاس جو information ہے، آپ اسے منسٹر صاحب کے ساتھ share کریں تاکہ اس پر action لیا جائے۔

سینیٹر عبدالشکور: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اسے کمیٹی میں بھیجنے پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے پہلے آپ منسٹر صاحب کے ساتھ information تو share کرلیں۔ اگر مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر دیکھ لیں گے۔

سینیٹر عبدالشکور: جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر شہادت اعوان کے questions defer کیے جاتے ہیں۔ Question Hour[2] ختم ہوگیا ہے۔ ایوان میں پیش کیئے گئے باقی سوالات اور ان کے چھاپے گئے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں، پڑھے ہوئے تصور کیے جاتے ہیں۔ ابھی ہم چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 351ویں اجلاس کے دوران مورخہ 19 تا 21 جون اور آج مورخہ 18 جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر شہادت اعوان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 15 جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

[2] *[The Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the Table of the House are treated as read]*

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سرمد علی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 15جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عون عباس صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 15جولائی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر علی ظفر صاحب! تھوڑاسا business لے لیتے ہیں کیونکہ Question Hour میں ایک گھنٹہ چلا گیا ہے۔ میں اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔ سینیٹر جان محمد صاحب! باقی business بس 5یا10منٹ کا ہے۔ آپ مہربانی کریں۔ چلیں بات کریں۔ آپ کوئی privilege motion پیش کرنا چاہتے ہیں؟

Privilege Motion moved by Senator Jan Muhammad, on his behalf and on behalf of Senators Ali Zafar, Dost Muhammad Khan, Abdul Shakoor and Gurdeep Singh against Mr. Zafar Nawaz Jaspal, Acting vice-Chancellor Quaid-i-Azam University, Islamabad for breaching the privilege of Honourable Senators

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: شکریہ، جناب چیئرمین! جی میں privilege motion پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اور سینیٹر علی ظفر، سینیٹر دوست محمد خان، سینیٹر عبدالشکور اور سینیٹر گردیپ سنگھ مشترکہ طور پر ظفر نواز جسپال، قائم مقام وائس چانسلر، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد، جس نے سینیٹ آف پاکستان کے اراکین کے استحقاق کی سنگین خلاف ورزی کی ہے، ان کے خلاف سینیٹ کے قواعد وضوابط کے تحت استحقاق کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ موصوف نے قائداعظم یونیورسٹی کے faculty ممبران کے Whatsapp group میں گفتگو کرتے ہوئے سینیٹ کے معززاراکین کے خلاف غیر مناسب اور توہین آمیز زبان استعمال کی ہے۔ انہوں نے اپنے faculty members کو کہا ہے کہ آپ لوگ بیکار اور بے خبر Senators کی تقریریں سن رہے ہو۔ انہوں نے جس طرح faculty ممبران کے Whatsapp group میں وہ باتیں کرکے Senators کا جس طرح مذاق اڑایا ہے، میں سمجھتا ہوں اس سے ہمارے تمام ممبران اور سینیٹ کی بڑی توہین ہوئی ہے۔

اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف اس تحریک کو کمیٹی میں بھیجا جائے کیونکہ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے سینیٹ میں قائداعظم یونیورسٹی میں جو issues آئے تھے، ان پر ہم نے بڑی واضح بات کی تھی۔ وہاں دو issues تھے۔ ایک summer session کے حوالے سے اور دوسرا وہاں کے ہوسٹلز کے حوالے سے تھا۔ آپ حیران ہوں گے اس نے اپنے اسی message میں جو باتیں کی ہیں اور جو فیصلہ کیا ہے، وہی باتیں Minister for Education and HEC نے support کی ہیں۔ عجیب بات ہے یعنی جو باتیں ہم نے یہاں کیں، جو طلبہ کے مسائل ہم نے پیش کیے اور انہوں نے جس طرح اپنے faculty ممبران کے سامنے ہمارا مذاق اڑایا اور جس طرح ہماری توہین کی، ان سب کے باوجود دونوں Minister for Education and HEC نے بھی یہی کیا بلکہ ہم سے بڑھ کر ایک اور بات بھی کہی ہے کہ انہوں نے نہ صرف ہمارا مذاق اڑایا بلکہ ان کے ساتھ جو پیشی تھی، انہوں نے کہا کہ ہمیں pressurize کیا گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی آپ نے یہ پیش کر دیا اور اس پر بات بھی کر لی۔ منسٹر صاحبہ موجود ہیں۔ پہلے ان سے جواب لیتے ہیں۔

سینیٹر جان محمد: میں کہتا ہوں اسے Privilege Committee کو refer کر دیں تاکہ وہاں اسے دیکھا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

<u>Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب! سب سے بڑی بات یہ کہ یہ ملک کا سب سے بڑا منتخب ایوان ہے اور کوئی دوسری رائے نہیں کہ جو ایوان کی عزت اور تکریم ہے، وہ سب سے بالاتر ہے۔ سینیٹر جان محمد بلیدی اور سینیٹر علی ظفر صاحب بڑے تحمل مزاج لوگ ہیں۔ کوئی second thought ہی نہیں کہ اگر اتنے تحمل مزاج والے لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ ایسے elements تھے۔ مجھے ابھی Minister of State for Federal Education بتا رہی تھیں کہ شاید انہوں نے ان کے ساتھ مل کر کوئی معذرت کی ہے یا کوئی explanation دی ہے۔ چونکہ میں اس process کا حصہ نہیں تھا تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کی وجہ سے کوئی reconsideration ہے یا نہیں۔ اگر یہ بات درست ہے کہ وہ معذرت کر گئے ہیں تو سر ہمارے دل بہت بڑے ہونے چاہیے۔ اگر یہ کوئی پولیس۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر جان محمد:انہوں نے سینیٹ کی تقریروں اور Chairman, Public Accounts Committee دونوں کے حوالے سے جو زبان استعمال کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جان صاحب! یہ سارا ریکارڈ آپ نے اس کے ساتھ لگایا ہے؟

سینیٹر جان محمد: جی لگایا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ:آپ کا بولا ہوا اور لکھا ہوا ہمارے لیے مقدم ہے۔ ٹھیک ہے ہم اسے کمیٹی کو refer کر دیتے ہیں۔ میں صرف یہ تمہید اس لیے باندھ رہا تھا کہ جو استاد ہیں، ان کے لیے ہمارے دل تھوڑے نرم ہونے چاہیے۔ کئی دفعہ فرط جذبات میں ہو جاتی ہے اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ کمیٹی میں آ کر آپ کے روبرو اپنی بات کریں اور چونکہ میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی اور میں انہیں جانتا بھی نہیں ہوں لیکن صرف ایک consideration کہ وہ ایک استاد ہے اور ہمارے بچوں کو پڑھاتا ہے۔ سینیٹر جان محمد صاحب! دیکھیں اگر یہ کوئی پولیس آفیسر یا administrative آفیسر ہوتا تو میں اور زیادہ سختی سے کہتا ہے کہ ابھی کریں۔ میں تو کہہ رہا ہوں اسے کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور وہاں ان کا مؤقف لے لیں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ابھی منسٹر صاحبہ کا بھی مؤقف لیتے ہیں۔ جی منسٹر صاحبہ۔

<u>Ms. Wajeeha Qamar, (Minister of State for Federal Education and Professional Training)</u>

محترمہ وجیہہ قمر (وزیر مملکت برائے وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ امور): جناب! سب سے پہلے تو بلیدی صاحب آپ کا بہت احترام ہے۔ سینیٹر علی ظفر صاحب بیٹھے ہیں اور ہمارے جو معزز ممبران ہیں، ان کی طرف سے کوئی اگر ایسی بات آتی ہے تو وہ ہمارے لیے سب سے مقدم ہے۔ میں صرف آپ کے سامنے یہ پیش کرنا چاہوں گی کہ یہ جو میٹنگ ہوئی تھی، اس کے اندر کچھ ایسی چیزیں discuss ہوئی تھیں کہ جو summer course ہے، وہ بچوں کے لیے ایک remedial ہے۔ جو بچے صحیح طرح سے perform نہیں کر پائے ہیں، یہ انہیں support کرنے کے لیے دیا جاتا تھا۔ اس کے لیے وی سی صاحب جو قائم مقام ہیں، اس وقت انہوں نے

یہassurance اور ہم نے بھی ان سے یہ کہا کہ کسی بھی طور بچوں کا جوacademic loss ہے، وہ نہیں ہونا چاہیے۔یونیورسٹی کے اندرdiscipline قائم رکھنااوریہ سارے معاملات دیکھنا، وہ بھیadministrationکی ذمہ داری ہے لیکن ساتھ ،ساتھ کسی طور پر بھی ان کا academic lossنہیں ہونے دیا جائے گا۔ بچوں کے لیےformulaبنایا گیااورassurance دی گئی۔ ہم سب کے بچے ہیں۔ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعلیم کے ساتھ ،ساتھ ان کی تربیت بھی ہمارا فرض ہے۔ابھی جبfall semesterشروع ہوگاتواس کے ساتھ ہی انہیں دواورcourses offerکیے جائیں گے۔۔۔ (جاری۔۔۔۔T08)

T08-18July2025 Babar/Ed:Shakeel 12:10pm

محترمہ وجیہہ قمر:--(جاری)-- fall semester شروع ہوگاتواس کے ساتھ ہی انہیں دواور courses offer کر دیے جائیں گے۔ یہ ابھی اس کے لیے ممکن نہیں تھا کیونہ پانچ، چھ ہفتوں میں 48 teaching hours جو چاہیے ہوتے ہیں کورس کی legitimacyکے لیے، وہ اس time کے اندر ممکن نہیں تھا۔دوسرا یہ کہ اس وقت جو hostels کو خالی کرانے والا معاملہ ہے، وہ already Courtمیں sub-judice ہےتو میرے خیال میں ابھی ہم اس کے اوپر بات نہ کریں لیکن اس تحریک استحقاق کے لیے میں آپ سے بہت معذرت خواہ ہوں۔ اگر کہیں پر آپ کو یہ لگا ہے کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے، اس meeting کے بعد کہیں کوئی ایسی بات ہوئی نہیں ہے کہ آپ کی عزت میں، آپ کی تکریم میں کہیں پر کوئی ایک لفظ بھی کہا گیا ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کی طرف سے، حکومت کی طرف سے اور تمام ممبران کی طرف سے اس کو کمیٹی میں refer کر دیا گیا ہے، وہاں آپ اس پر مزید مفصل بات کر لیں اور ان ساری چیزوں کو دیکھ لیں۔آپ میرے چیمبر میں آجائیں، جتنی باتیں ہوں گی، کر لیں۔ آپ آجائیں میں آپ کوcoffee بھی پلاؤں گا، انشاءاللہ۔ سینیٹر فیصل سلیم الرحمٰن صاحب، چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے داخلہOrder No.03پیش کریں۔

Motion moved [under Rule 194(1)] for Presentation of Report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [Islamabad Capital Territory Food Safety (Amendment) Bill, 2025]

Senator Faisal Saleem Rehman: I, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, move under sub-rule (1) of Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the time for presentation of report of the Committee on the Islamabad Capital Territory Food Safety (Amendment) Bill, 2025, introduced by Senator Samina Mumtaz Zehri, on 19th May, 2025, may be extended for a period of sixty days with effect from 18th July, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم Order. No. 4 لیتے ہیں۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب، Order. No.04 پیش کریں۔

Motion moved [under Rule 194(1)] for Presentation of Report of the Standing Committee on Foreign Affairs regarding appointments in Ministry of Foreign Affairs on deputation basis

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui: I, Chairman, Standing Committee on Foreign Affairs, move under sub-rule (1) of Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the time for presentation of report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 24, asked by Senator Danesh Kumar, on 19th December, 2024, regarding appointments in Ministry of Foreign Affairs on deputation basis during the last five years, may be extended for a period of sixty days with effect from 16th July, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی order No.05 سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب، چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے قانون و انصاف order No.05 پیش کریں۔ اگر وہ نہیں ہیں تو ان کی جگہ پر سینیٹر شہادت اعوان صاحب آپ پیش کریں۔

<u>Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Whistleblower Protection and Vigilance Commission Bill,2025]</u>

Senator Shahadat Awan: I, on behalf of Senator Farooq Hamid Naik, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on the Bill to provide for establishment of Whistleblower Protection and Vigilance Commission [The Whistleblower Protection and Vigilance Commission Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ order No.06 بھی سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب کا ہے۔ اس کی جگہ پر شہادت اعوان صاحب آپ پیش کریں۔

<u>Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Pakistan Navy (Amendment) Bill, 2025]</u>

Senator Shahadat Awan: I, on behalf of Senator Farooq Hamid Naik, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on the Bill further to amend the Pakistan Navy Ordinance, 1961 [The Pakistan Navy (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ Order No.07 بھی سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب کا ہے اس کی جگہ پر شہادت اعوان صاحب آپ پیش کریں۔

Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Legal Practitioners and Bar Counclis (Amendment) Bill, 2025]

Senator Shahadat Awan: I, on behalf of Senator Farooq Hamid Naik, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on the Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025], introduced by Senator Farooq Hamid Naik on 19th May, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ Order No.08 بھی سینیٹر فاروق حامد نائک صاحب کا ہے اس کی جگہ پر شہادت اعوان صاحب آپ پیش کریں۔

Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Legal Practitioners and Bar Counclis (Amendment) Bill, 2025]

Senator Shahadat Awan: I, on behalf of Senator Farooq Hamid Naik, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on the Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025), introduced by Senator Khalil Tahir on 19th June, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ Order No.09 سینیٹر ڈاکٹر زرقہ سہروردی تیمور کی ہے۔ ان کی جگہ پر فوزیہ ارشد صاحبہ آپ پیش کریں۔

Presentation of the Annual Report of the Functional Committee on Devolution [April, 2024 to March, 2025].

Senator Fawzia Arshad: I, on behalf of Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur, Chairperson, Functional Committee on Devolution, present Annual report of the

Committee for the period April, 2024 to March, 2025, to examine the devolution issues in the light of 18th Constitutional Amendment.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ جیOrder No.10وقار مہدی صاحب آپ پیش کریں۔

<u>Presentation of the Report of Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion against misconduct of Chief Operating Officer, Karachi Water and Sewerage Corporation (KWSC)</u>

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Syed Masroor Ahsan against misconduct of Chief Operating Officer, Karachi Water and Sewerage Corporation (KWSC).

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ جیOrder No.11وقار مہدی صاحب آپ پیش کریں۔

<u>Presentation of the Report of Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion against the Deputy Secretary (Council), Ministry of Information Technology and Telecommunications for misleading the Standing Committee</u>

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, present report of the Committee on the Privilege Motion moved by the Chairperson and Members of the Standing Committee on Information Technology and Telecommunications against the Deputy Secretary (Council), Ministry of Information Technology and Telecommunications for misleading the Standing Committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ جیOrder No.12وقار مہدی صاحب آپ پیش کریں۔

Presentation of the Report of Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion against the irresponsible attitude of Secretary, Communications and Works, Government of Balochistan

Senator Syed Waqar Mehdi: I, Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Mir Dostain Khan Domki against irresponsible attitude of Secretary, Communications and Works, Government of Balochistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ جی Order No13 پیش کریں۔ جی سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔

Presentation of the Annual Report of the Standing Committee on National Food Security and Research from [June, 2024 to May, 2025]

Senator Syed Masroor Ahsan: I, Chairman, Standing Committee on National Food Security and Research, present Annual report of the Committee for the period June, 2024 to May, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔Order No.14 سینیٹر سید محسن رضا نقوی صاحب کی جگہ پر سینیٹر محمد طلال بدر صاحب آپ پیش کریں۔

Consideration and Passage of [The Extradition (Amendment) Bill, 2025]

Senator Muhammad Tallal Badar: I, on behalf of Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Extradition Act, 1972 [The Extradition (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ Bill تو ویسے بھی کمیٹی سے ہو کر آیا ہے تو وہاں اس پر کوئی مخالفت نہیں ہوئی ہے۔ اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: Extradition Act، جو ہم سب کو پتہ ہے، معلوم ہے، وہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کے کسی باشندے یعنی پاکستانی شہری کو کوئی دوسرا ملک request کرےاوراس request پراس کوان کی عدالتوں میں یاان کی حکومت کے پاس بھیج دیا جائے۔میں نے باقی دنیاکے سارے ممالک کے قانون دیکھے ہیں۔اس میں دیکھا ہے کہ وہ اپنی citizen کو بہت protect کرتے ہیں،اس کی بڑی حفاظت کرتے ہیں اور وہ ایک بہت strict procedure ہوتا ہے۔ان کی حکومت کے top level تک جاکے فیصلہ ہوتا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے، ہم اپنے شہری کو کسی اور ملک میں بھیجنے کو تیار ہیں اور وہ بھی عدالت کی کارروائی کے نیچے۔تو میرا سوال یہ ہے، اس سے پہلے کہ ہم یہ قانون پاس کریں، کہ ہم آسانی کیوں پیدا کر رہے ہیں؟ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ ایک پاکستانی شہری کو اگر کوئی دوسرا ملک بلاتا ہے یا منگواتا ہے تو اس کی extradition ہم آسان کرنا چاہتے ہیں تاکہ جلدی ہو جائے۔۔۔ (جاریT09)

T09-18July2025 Ali/Ed: Waqas 12:20 am

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری ہے۔۔۔۔) دوسراملک بلاتا ہے یا منگواتا ہے تواس کیextradition ہم آسان کرنا چاہتے ہیں کہ جلدی ہو جائے۔ تو یہ جو object ہے، جو مقصد ہے لکھا ہوا وہ مجھے سمجھ نہیں آیا، ہمارا تو مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اپنے پاکستانی شہری کو protect کریں چاہے باہر کے ممالک میں اس کے خلاف جو بھی الزام ہو اور پوری طرح چھان بین کرکے فیصلہ کریں،top levelپرکابینہ کےlevel پر کہ ہم نے بھیجنا ہے کہ نہیں۔ تو اس قانون میں جو objective declare کیے گئے ہیں اور جو لکھا گیا ہے مجھے اس میں ایک تصادم نظر آرہا ہے۔ یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ جو ایک Joint Secretary Sahib ہیں وہ فیصلہ کردیں گے توآپ ایک آدمی کو باہر بھیج دیں گے، تو یہ ایکclarification کریں کیونکہ یہ بڑا serious matter ہے۔ ہمیں اس کو،اس طرح deal نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر سید علی ظفر نے explanation کا موقع دے دیا۔ ہمارا جو The Extradition Act ہے وہ 1972 سے رائج الوقت ہے اور اس میں بہت سے safety valves ہیں۔ میں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ Extradition Act صرف ہمارے شہریوں پر نہیں ہے یہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ کئی مرتبہ کوئی بندہ for example a citizen of any European country وہ crime commit کرکے یہاں پر آ جاتا ہے یا یہاں پر وہ crime commit کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں آپ اسے ہمارے حوالے کر دیں ہم اسے extradite, so it is always reciprocate, دو طرفہ ہوتا ہے۔ دوسرے ممالک بھی اپنے شہری جو ہمارے پاس موجود ہیں انہیں مانگتے ہیں یا ہمارا شہری وہاں پر crime commit کرکے آیا ہے کئی مرتبہ dual nationals بھی ہوتے ہیں۔ جناب! یہ ایک لمبا process ہے، اس میں سب سے پہلے request آتی ہے اور request کے لیے شرط ہے کہ دونوں ممالک کی extradition treaty ہونی چاہیے۔ جب extradition treaty نہیں ہوتی تو ہم اسے entertain نہیں کرتے۔ اس کا one-time mutual legal assistance mechanism کا mechanism ہے، mutual legal assistance کے ذریعے ہم وہ request entertain کرتے ہیں اور اس میں بہت کم scope ہوتا ہے، بہت کم ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن ممالک کے ساتھ extradition treaty نہیں ہے۔

جب دوسرے ممالک کے ساتھ extradition treaty کی جاتی ہے تو اس کے چار fundamentals ہیں۔ Fundamental No. 1 یہ ہے کہ دونوں ممالک ظاہر ہے جب agreement کر رہے ہیں تو agree کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی request کو seriously consider کریں گے، دوسرا principal is double criminality وہ یہ ہے کہ وہ offense جو وہ کرکے آ رہا ہے وہ اس ملک میں بھی جرم ہے اور ہمارے ملک میں بھی جرم ہے، تیسرا principle is equality of punishment یعنی کہ جو سزا ہمارے پاس ہے وہی سزا ان کے پاس ہے اور چوتھا basic principle جو ہے وہ fair trial کا ہے کہ وہ بھی ہونا چاہیے کہ وہاں کا جو عدالتی نظام ہے آپ کی حکومت اور دوسری حکومت دو طرفہ عدالتی نظاموں کو سمجھتی ہے کہ وہ independent ہے لوگوں کو انصاف ملے گا۔ یہ نہیں ہے کہ آپ extradite کر دیں اور وہاں پر وہ summarily اس کو سزا کرکے اس کا سر اتار دیں یا ہاتھ کاٹ دے، یہ نہیں ہوتا۔

اب رہی یہ بات کہ یہ amendment کیوں کی جارہی ہے۔اس کے پاکستان کے اندر بھی پانچ process ہیں، سب سے پہلے extradition request جب آتی ہے تو Ministry of Foreign Affairs, Ministry of Interior کو on-board کرتی ہے اور پھر اس process کو شروع کیا جاتا ہے۔ process شروع کرنے کے لیے کہ یہ خط لکھنا ہے فلاں حافظ آباد یا پھالیہ یا گھوٹکی یا کہیں پر کہ وہاں کی پولیس سے report لینی ہے تو پہلے Cabinet سے اجازت آتی تھی کہ process شروع ہونے لگا ہے جو صرف Secretarial level پر ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ محکمے کا Secretary جو grade 22 کا officer ہے اور حکومت کا نمائندہ ہے Interior Division کا وہ Secretary of Division concerned اس process کو جو ابھی clerical stage پر ہے اس کو شروع کرنے کے لیے اجازت دے سکتا ہے کہ آپ شروع کریں۔ جب وہ file تیار ہو جاتی ہے تو اس میں لکھا جاتا ہے، مثال کے طور پر کہ جی Norway سے یہ request آئی ہے اور یہ الزام ہے، ہمارے record کے مطابق یہ ریکارڈ یافتہ ہے یا نہیں ہے، اس کے خلاف اور بھی پرچے ہیں یا نہیں ہیں، اس مقدمے کے بارے میں اس کا موقف ہے، اس کے whereabouts کا پتا ہے یا نہیں۔ وہ report جب آتی ہے محکمے کے پاس تو پھر وفاقی کابینہ کے سامنے place کیا جاتا ہے، وہ اس case کو open کرنے کی یعنی کہ process کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ Magisterial inquiry ہوتی ہے جو کہ ہم عام طور پر senior لوگوں سے ADCG level پر کرواتے ہیں۔ اس magisterial inquiry کے بعد process ہوتا ہے پھر اس بندے کو notice ہوتا ہے اور پھر اس کے پاس اختیار ہے کہ under the Act عدالت سے رجوع کرتا ہے، پھر اس کی ایک appeal کا mechanism ہے and finally Federal Government decide کرتی ہے کہ ہم نے دینا ہے یا نہیں تو یہ بہت لمبا process ہے۔ آسانی صرف یہ کی ہے کہ اگر mechanical process یا official process شروع کرنے کے لیے بھی کابینہ کی meeting, میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ کابینہ کے سامنے Mustafa Impex کے بعد کون کون سی چیزیں آتی ہیں

Federal Government used to be considered the division concern.

میں ایک مثال دیتا ہوں، نوکریاں ہیں، آپ نے کسی کو employ کرنا ہے، اخبار میں اشتہار دینے کی اجازت بھی Federal Government کے پاس ہے۔ اب وہ جب کابینہ کے سامنے آتا ہے کہ اخبار میں اشتہار دینا ہے تو آپ اجازت دیں تو کابینہ کہتی ہے کہ جی ہم اس کام کے لیے تو نہیں بیٹھے کہ سارا دن یہ کرتے رہیں۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی آسانی ہیں، یہ اس کا background ہے۔ آپ نے اچھا کیا

اور یہ Rest assured that we are very careful سے بارے میں ساری قوم کو آگاہی ہو گئی۔ Extradition Law دو طرفہ ہوتی ہے، ہمیں وہاں سے بھی اپنے لوگ لانا پڑتے ہیں، یہاں سے بھیجنا بھی پڑتے ہیں، کئی مرتبہ ان ممالک کے لوگ بھی آتے ہیں اور complete safety valves ہیں، قانون میں کسی قسم کا سقم نہیں ہے، بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے یہ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے، اس پر مزید میرے خیال میں۔

سینیٹر سید علی ظفر: بہت شکریہ، لیکن میرا خیال ہے جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے میرا concern یہ تھا کہ جو final authority ہے وہ کابینہ ہی ہونی چاہیے انہوں نے وہ confirm کر لیا ہے کہ وہ کابینہ ہی رہے گی۔ یہ صرف ایک procedural کام ہے، تو اس لحاظ سے مجھے کوئی objection نہیں ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ میری concern جو تھی وہ ایک جائز concern تھی، جو میں نے ایوان کے سامنے پیش کی ہے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ متفقہ ہے، تحریک متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ بل کی دوسری خواندگی۔ شق ۲ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، لہٰذا میں یہ شق ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شق ۲ کو بل کا حصہ بنایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: شق ۲ میں کوئی اختلاف نہیں ہے تو اس کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اب ہم شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شق 1، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق ایک، ابتدائیہ اور عنوان متفقہ طور پر بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر 15, سینیٹر سید محسن رضا نقوی صاحب کے behalf پر، جی طلال چوہدری صاحب۔

Senator Muhammad Tallal Badar: I rise to move that the Bill further to amend the Extradition Act, 1972 [The Extradition (Amendment) Bill, 2025], be passed.

جناب قائم مقام چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مخالفت نہیں ہے، تحریک کو متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے اور بل بھی منظور کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر 16, سینیٹر طلال چوہدری صاحب۔

<u>Consideration and Passage of [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025]</u>

Senator Muhammad Tallal Badar: I rise to move that the Bill further to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ کمیٹی سے منظور ہوا ہے، کیا پھر بھی کہیں سے اس کی مخالفت ہے؟

سینیٹر سید علی ظفر: جو Citizenship Act ہے، اس کا جو مقصد ہے وہ شاید یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی dual citizenship نہیں رکھ سکا اور اسے Pakistani citizenship دینی پڑی، اس کے بعد اگر کل کو dual citizenship allow ہو گئی جس ملک کی citizenship لی ہے تو Pakistani citizenship اس کو واپس مل سکتی ہے، اس کا مقصد یہ ہے۔ لیکن جو زبان استعمال کی گئی ہے amendment (3) sub-section کی، اس سے تو یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی چاہے وہ پاکستان کی citizenship واپس لے سکتا ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ Pakistani citizenship صرف تب واپس کی جا سکتی ہے اگر دوسرا ملک dual citizenship allow کر رہا ہے۔ اس کے بغیر یک طرفہ citizenship نہیں دی جا سکتی۔ تو مجھے clarification نظر نہیں آ رہی اس sub-section کی زبان میں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب، جواب دیں گے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں کوشش کرتا ہوں مثالوں کے ذریعے سے واضح کردوں۔مثال نمبر ایک یہ ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے یہ اجازت دی جارہی ہے۔ (جاری ہے----T10)

T10-18July2025 Naeem Bhatti/ED; Shakeel 1230 pm

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون وانصاف) (جاری----)مثال نمبر ا۔ اس ترمیم کے ذریعے یہ اجازت دی جارہی ہے کہ اگر کوئی شخص پاکستانی شہریت چھوڑتا ہے تو کیا اسے دوبارہ شہریت حاصل کرنے کا اختیار ہونا چاہیے یا نہیں؟ یہ قانون اجازت دیتا ہے کہ ہاں! ہونا چاہیے۔اس کی ایک شرط یہ ہے کہ میں ایک ایسے ملک میں جاکر آباد ہو گیا جہاں پر دوہری شہریت کی اجازت نہیں ہے اور جب پانچ سال، دس سال بعد وقت آیا تو میں نے وہاں کی شہریت حاصل کرنے کے لیے یہاں کی شہریت چھوڑ دی، بعد میں دونوں ملکوں کا agreement ہوا، پاکستان اور اس ملک میں دوہری شہریت کی اجازت حاصل ہو گئی کیونکہ Commonwealth میں بہت سارے ممالک یہ ہے۔اس میں پہلے مشکل پیش آتی تھی، ایک تو یہ مسئلہ طے ہو گیا۔دوسری چیز یہ ہے کہ کئی مرتبہ لوگ جاتے ہیں تو ان لوگوں کو وطن کی یاد ستاتی ہے اور وہ یکطرفہ ہے، اس ملک نے ابھی تک دوہری شہریت کی اجازت نہیں دی لیکن دل ہے، وطن کی محبت ہے، مٹی کی خوشبو آپ کو واپس کھینچ لاتی ہے، اس لیے اپنے گھر کے دروازے بند نہیں ہونے چاہییں، اپنا گھر پھر اپنا گھر ہے، اپنے گھر جانا تو ہے۔اس لیے پاکستانیوں کے یہ اجازت رہنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! جو آپ کہہ رہے ہیں، یہ اس میں reflect ہونا چاہیے جو کہ نظر نہیں آرہا۔ ہمارے لحاظ سے بالکل درست ہے کہ ایک پاکستانی کو دوبارہ پاکستان کی citizenship دینی چاہیے لیکن یہاں اس میں کوئی ایسی زبان استعمال کرلیتے تاکہ یہ چیز clear ہو جاتی، یہاں تو simple لکھا ہوا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! جب ہم قوانین بناتے ہیں تو these are for posterity for a longer time, میں نے یہ دو مثالیں دیں، تیسری کوئی اور situation پیدا ہو سکتی ہے، اس لیے اسے ہمیشہ open handed رکھتے ہیں، اس لیے

جو use کیا گیا ہے کہ 'any person who has renounced citizenship of Pakistan under sub section (1) may resume citizenship of Pakistan by making a declaration in the prescribed manner and upon making such a declaration' وہ اس کو مل جائے گی۔ اس لیے اسے open رکھا ہے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر ایوان میں جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک متفقہ منظور کی گئی۔ Bill کی second reading. Clause 2 میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔ لہٰذا میں یہ Clause ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ Clause 2 کو Bill کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Clause 2 کو متفقہ طور پر pass کیا جاتا ہے اور Bill کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اب ہم شق نمبر ا، Bill کا ابتدائیہ اور عنوان لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شق نمبر ا، Bill کا ابتدائیہ اور عنوان Bill کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق نمبر ا، Bill کا ابتدائیہ اور عنوان کو Bill کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ Order No. 17, طلال چوہدری صاحب! آپ Order No. 17 پیش کریں۔

Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Law): Sir, I move that the Bill further to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی گئی اور Bill متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ Order No. 18, سینیٹر طلال چوہدری صاحب۔

Consideration and passage of The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025

Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Law): Sir, I move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو ویسے ہی کمیٹی سے متفقہ طور پر آیا ہوا ہے۔ جی سینیٹر ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب والا! یہ assault or criminal force to woman and stripping of her cloths, یہ بہت heinous offence ہے، اس کے لیے death punishment کی گئی تھی، ہم oppose کرتے ہیں کہ اسے death ہی رہنا چاہیے، life نہیں ہونا چاہیے۔ دوسرے والا life ہو جائے وہ الگ ہے کیونکہ یہ اتنا serious offence ہے، covenant بھی آپ کو یہ کہتا ہے کہ اگر serious offences ہیں تو آپ اسے رکھیں۔ کمیٹی نے وجوہات نہیں دیں کہ وہ کیوں سمجھتے ہیں کہ یہ کمزور offence ہے، یہ میری نظر میں بہت serious offence ہے۔ اس کو پہلے قومی اسمبلی اور سینیٹ نے consider کر کے pass کیا تھا اور جو death penalty لگائی گئی تھی، اسے رکھنا چاہیے، harbouring hijackers کو بے شک life میں کر دیں لیکن اس پر میری درخواست ہو گی کہ یہ اتنا serious issue ہے اور یہ ایسے ہی ہے کہ جس طرح آپ کسی کو قتل کر دیں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: یہ پاکستان کی requirement کے مطابق کر رہے ہیں لیکن دہشت گردوں کے بارے میں بھی clarify کر دیں کیونکہ پاکستان میں دن رات دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں، particularly بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں ہو رہے ہیں۔ ہم

چونکہ انہیں سزائے موت نہیں دے پا رہے ہیں یا انہیں سزائیں نہیں مل رہی ہیں جس کی وجہ سے یہ بڑھ رہے ہیں جبکہ آپ اسے تو change نہیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ۔

Senator Samina Mumtaz Zehri

Senator Samina Mumtaz Zehri: Sir, it is a wonderful that the Ministry of Law is doing work on these subjects unfortunately

ہم قانون کو تو تھوڑا stringent کریں کیونکہ آج کل جو واقعات ہو رہے ہیں، جتنی deaths ہو رہی ہیں، stripping of some woman's cloths, اس میں leniency آجائے۔ اب ہر طرح کے قتل ہو رہے ہیں، rapes ہو رہے ہیں، conviction rates zero ہے، ہماری عدالتیں سختی نہیں کر رہی ہیں۔ وہاں آپ کی prosecution weak ہے، وہاں ہم کوئی کام نہیں کر رہے ہیں جہاں ہمیں کام کرنا چاہیے because we have to please international wardens or money trade whatever, ہم اس کی وجہ سے اپنی سزاؤں کو بھی کم کریں گے تو پھر ہر کوئی سب کچھ کر جائے گا۔ اتنی سزائیں ہونے کے باوجود سب کچھ ہو رہا ہے، آپ اسے بھی کم کریں گے۔ I think we need to work on the prosecution before we do anything else because police والوں سے جو loopholes رہ جاتے ہیں۔ آپ police reforms پر کام کروائیں، آپ judiciary پر کام کروائیں because this is more important, I don't think this is going to help the country or our people. We talked about women empowerment, at the same time, we are making them weaker, ویسے بھی ایک عورت کو جا کر اپنی complaint file کرنے میں اتنی دقت اور مسائل ہوتے ہیں۔ ہماری society کی جو taboo ہے وہ ہی ہمیں آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ اس کے باوجود اگر آپ یہاں دوپٹہ نہ پہنیں تو آپ کو کہتے ہیں کہ vulgar ہے۔ یہ جا کر کسی کے کپڑے strip کر دیں، آپ لوگوں کو تو اور زیادہ سختی کرنی چاہیے۔

(جاری------T/11)

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: (جاری ۔۔۔) یہاں پر آپ اگر دوپٹہ نہ پہنیں تو آپ کو پتا نہیں کہتے ہیں کہ vulgar ہے تو جناب! کسی کے کپڑے جا کر strip کر دیں۔ آپ لوگوں کو تو اور زیادہ سختی کرنی چاہیے as this is an Islamic state. Sir! I am sorry but this is not right.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب کی اجازت سے میں اپنی بہن محترمہ مزاری صاحبہ سے شروع کروں گا، زہری صاحبہ سے۔ میں صرف یہ عرض کر دوں کہ کوئی بھی قانون جو ہے اس پر عمل۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب سنیں نا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں زہری کہہ رہا ہوں۔ ثمینہ! آپ ہماری بہن بھی ہیں اور میری Human Rights Committee کی چیئرپرسن بھی ہیں۔ میرا تو خیال تھا کہ بطور Chairperson of Standing Committee for Human Rights آپ زیادہ support دیں گی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سب سے پہلے جو آپ نے بات کی ہے میں وہاں سے شروع کرتا ہوں پھر میں علی ظفر صاحب اور سینیٹر قادر صاحب کے سوال کا جواب very quickly دوں گا۔

جناب! یہ ہم نے کہاں سے سوچ لیا ہے کہ جو سزا کی سنگینی ہے، وہ جرم کو روکتی ہے۔ پورے یورپ میں سزائے موت نہیں ہے لیکن اُن کا crime rate 2 percent ہے۔ اُن کی جیلیں خالی ہو گئی ہیں اور ان جیلوں کو انہوں نے museums میں convert کر دیا ہے۔ ہمارے ہاں اسی، نوے یا سو جرائم میں سزائے موت ہے اور crime rate آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ جناب! یہ myth ہی غلط ہے۔ سزائے موت پیش کرنے سے کرائم نیچے نہیں آئے گا۔

It’s not the severity of the punishment which is a deterrent. It is the certainty that yes, if I commit a wrong then I will be punished.

یہ ضروری ہے اور اس کے لیے ہم نے system ٹھیک کرنا ہے۔ کیوں آپ لوگوں کو دھکیل دھکیل کر gallows میں بھیجتے ہیں۔ آٹھ آٹھ سال اور دس دس سال مقدموں کے فیصلے نہیں ہوتے۔ سارے میری بات سن لیں، میں بطور وکیل اکتیس سال فوجداری وکالت کرکے آیا ہوں۔ جناب! تھانوں میں 354a لگوانے کا rate ہے اور SHO دس لاکھ روپیہ مانگتا ہے۔ جب دو مخالف گروہوں کی پانی کاٹنے پر لڑائی ہوتی ہے تو عورت کو شامل کیا جاتا ہے، اُس کا استحصال کیا جاتا ہے کہ جی یہ دیکھیں اس کی کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ Story بنا کر لے جاتے ہیں اور جا کر کٹہرے میں کھڑا کر دیتے ہیں کیونکہ اس کی سزائے موت ہے اور ضمانت نہیں ہوگی۔ اس کی ground realities بھی تو دیکھیں نا کہ ہمارے ہاں کیا ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میری بات تو سن لیں بہن۔ سنیں تو سہی۔ اچھا میں بیٹھ جاتا ہوں آپ بات کر لیں۔ آپ میرے ساتھ الگ سے بیٹھیں۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ 1982 میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں South Punjab میں ایک واقعہ ہوا۔ ان کے امیر المومنین کا جو طریقہ تھا تو انہوں نے کہا کہ جی ٹھیک ہے۔ اس میں سات سال سزا ہوا کرتی تھی اور 1982 سے پہلے آپ سارے یاد کریں کہ شاید ہی اس کا کسی مہینے یا سال میں ایک سے زیادہ پرچہ ہوتا ہو۔ ایک برا وقوعہ ہوا اور اس میں واقعی وڈیروں نے خاتون نے کپڑے پھاڑے اور اُس کو گدھے پر بٹھایا یا جو بھی کیا، وہ ہو گیا۔

جناب! اس کے بعد line لگی اور جیسا علی ظفر صاحب نے کہا ہے کہ یہ قانون unfortunately قومی اسمبلی یا سینیٹ نے پاس نہیں کیا بلکہ اس کو Martial Law Administrator نے اس میں شامل کیا تھا اور مجھے EU کے کسی بندے نے نہیں کہا بلکہ یہ میری اپنی آپ تمام سے ہاتھ باندھ کر استدعا ہے کہ تھانوں میں یہ chapter بند کروائیں۔ جناب، عمر قید بہت بڑی سزا ہے۔ پچیس سال بہت بڑی سزا ہے۔ کیا آپ کو ground realities کا نہیں پتا کہ ہمارے تھانوں میں کیا ہوتا ہے۔ ہماری نچلی عدالتوں میں کیا ہوتا ہے۔ لوگوں پر کیا گزارتی ہے۔ دو خاندانوں کا پانی پر، مکان کے قبضے پر یا کرایہ داری میں گھر خالی کروانے کے جھگڑوں پر یہ پرچہ ہوتا ہے اور اس کا پانچ لاکھ rate ہے۔ اس میں سزائے موت ہے۔

تو ہم یہاں پر کیوں بیٹھے ہیں۔ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں۔ میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ بری کر دو۔ بھائی، جہاں پر genuine case ہے وہاں پر کٹہرے میں کھڑا کرو۔ عمر قید پچیس سال ہے اور میں پھر عرض کروں گا کہ میں تو on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ شریعت میں دی گئی چار سزاؤں کے علاوہ سزائے موت نہیں ہونی چاہیے۔ جن ملکوں میں نہیں ہے وہاں پر جرائم کی شرح دیکھیں اور ہم جو سوا سو جرائم میں سزا لے کر بیٹھے ہیں تو اپنی شرح دیکھ لیں۔ تو اس لیے logic کی بات ہے اور بڑی سوچ بچار کے بعد ایسا کیا ہے۔ کمیٹی نے بھی اسے متفقہ طور پر پاس کیا ہے۔ یہ ساری باتیں وہاں پر ہوئیں تھیں۔

اس House سے میری استدعا ہو گی کہ یہ دو ایسے heads ہیں جس میں ہمیں کرنا چاہئے اور ہمیں یہ Martial Law دور کا ایک بھیانک تحفہ جس کی وجہ سے ان مقدمات کے نمبر بڑھے اور ہر مقدمے میں ملزم ultimately بری ہو جاتا ہے لیکن سزا سنگین ہونے کی وجہ سے بے گناہ آدمی جیلوں میں رہتے ہیں، ہمیں اُن کی بد دعاؤں سے بچنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اصولاً یہ کمیٹی سے پاس ہو چکا ہے اور اس پر مفصل بات بھی ہو چکی ہے پھر بھی میں نے اخلاقاً آپ لوگوں کو سوالات کرنے کی اجازت دی۔ اس سے پہلے کہ میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کروں، جناب الیاس کمبوہ کی سربراہی میں بلوچستان سے آئے ہوئے صحافیوں کے گروپ کو جو کہ مہمانوں کی gallery میں بیٹھے ہیں، ان کو ہم ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(مداخلت)

<u>Senator Samina Mumtaz Zehri</u>

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: جو innocent لوگ ہیں ان کو یہ freedom ملنی چاہیے کہ انہیں سزائے موت نہ ہو لیکن جناب یہی بات میں نے آپ کو کہی کہ جو بے چارے لوگ blasphemy میں پکڑے جاتے ہیں، جو actual innocent ہیں ان کو آپ لوگ سزائیں دے دیتے ہیں اور اس پر کام نہیں ہو رہا۔ آپ اس پر تو کام کریں۔ agree I کہ innocents کو سزائے موت نہ دیں۔ آپ کی جیلیں اس لیے

بھری ہوئی ہیں کہ جس پولیس والے کو بھتا نہیں ملتا وہ کسی بڑے جرم میں اُس کو اندر کر دیتا ہے۔ جناب اس پر کام کریں نا۔ Courts پر کام کریں۔ پہلے اُس پر شروع کریں پھر سزائیں کم کریں۔ میرا یہ کہنے کا مقصد تھا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ۔ اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے آپ کے جذبات کی قدر ہے تو اس کو متفقہ طور پر نہیں کرتے۔ اس تحریک کو منظور کیا جاتا ہے۔ بل کی دوسری خواندگی۔ شقات ۲ تا ۴۔ ہم بل کی دوسری خواندگی کریں گے یعنی بل کا شق وار زیر غور لانا۔ شقات ۲ تا ۴ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، لہٰذا میں یہ شقات ایوان کے سامنے ایک سوال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شقات ۲ تا ۴ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شقات ۲ تا ۴ کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق 1 ،بل کا ابتدائیہ اور عنوان لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شق 1، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1، ابتدائیہ اور عنوان کو متفقہ طور پر بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر 19۔ جی طلال چوہدری صاحب! آرڈر نمبر 19 پیش کریں۔

Senator Muhammad Tallal Badar: I on behalf of Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل منظور کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر 20۔ ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی کے behalf پر محترمہ وجیہہ قمر صاحبہ آرڈر نمبر 20 پیش کریں۔

Consideration and Passage of [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025]

Ms. Wajiha Qamar (Minister of State for Federal Education): I, on behalf of Dr. Khalid Maqbool Siddiqui, Minister for Federal Education and Professional Training, move that the Bill further to amend the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975 [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: No cross talking. Please order in the House.

اس کی کوئی مخالفت ہے؟ جی علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: اس کی پیچھے آپ کا کیا object ہے۔ جو آپ کا مقصد ہے، وہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پلیز بتائیں۔

محترمہ وجیہہ قمر (وزیر برائے فیڈرل ایجوکیشن): یہ کمیٹی سے پیش ہوا ہے اور unanimously سب نے اس پر agree کیا ہے۔ اُس کے بعد یہ یہاں پر آیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اعظم صاحب پلیز۔ (جاری۔۔۔۔۔T12)

T12-18July22025 Abdul Ghafoor/ED: Waqas 12.50 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب پلیز۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کیونکہ ہم House of Federation میں بیٹھے ہیں۔ ایک تو وہی بات ہے کہ جو Federal Government کا ہم نے workload کم کرنے کے لیے یہ کوشش کی کہ Ministries کو اور جن کے Ministers نہیں ہیں وہ Prime Minister کو یا جو وفاقی entities ہیں وہ Prime Minister Office دیکھ لیا کرے، تو کچھ file work ہے جو Federal Government سے ہٹا کے Prime Minister جو کہ حکومت کے سربراہ ہیں، ان کو divert کیا گیا۔

جناب! دوسرا صوبوں کی نمائندگی نہیں تھی Federal Board کی اس scheme میں۔ صوبوں کو نمائندگی دی گئی ہے جو کہ long-awaited مطالبہ تھا۔ ایک دو اور اس میں technical چیزیں ہیں جو کہ روز مرہ کے معاملات ہیں۔ کہتے ہیں کہ قانون stagnant نہیں ہے اس میں کچھ نہ کچھ problems آتی ہیں تو محکمے نے پچھلے دس بارہ سال کا جو experience تھا اس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ amendments propose کیں اور یہ ترامیم Standing Committee کو بھیجی گئی ہیں۔ کمیٹی میں ایک دو ترامیم پر اتفاق رائے نہ ہو سکا، وہ نکال دی گئیں، باقی جو clear کی گئیں، متفقہ طور پر آپ کے سامنے لائی ہیں۔

Mainly وہ جو workload کم کرنے کے لیے کابینہ سے کچھ چیزیں Prime Minister’s Office کو دی گئی ہیں۔ دوسرا صوبوں کی نمائندگی اس میں شامل کی گئی ہے اور میرے خیال میں ایک آدھی جگہ پر جو second term کا لفظ ہے اس کو renewable

کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں سب کا یہ خیال تھا کہ بعض اوقات appointment کے processes میں کچھ عرصہ کے بعد پھر وہی candidate بہتر candidate نظر میں آتا ہے یہ محکمے کے لیے ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: ایوان کو آگاہ کرنے کے لیے کہ اس کے جو objects بنائے گئے وہ یہ تھا کہ ہم نے بورڈ کو international دنیا کے ساتھ Intermediate Education کو International Education Standards سے ملانا ہے۔ یہ object میں لکھا ہے لیکن اصل دو ترامیم ہیں وہ یہ آ رہی ہیں یہ سننے والی بات ہے سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب کہ بورڈ کے Chairman کی تعیناتی Prime Minister کریں گے اور بورڈ کی Finance Committee کے ارکان کی appointment بھی Prime Minister کریں گے۔اس قانون کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ appointment authority کو Prime Minister کو دے رہے ہیں۔ اس کا مقصد یہ دکھایا گیا ہے کہ ہم International دنیا کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیں گے تو یہ میں نے کہا میں appoint کر دوں یہ مقصد لگ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا point آ گیا۔ جی شکریہ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ اختیار لکھا Federal Government کا تھا Federal Government means Cabinet under the Constitution علی ظفر صاحب اور کامران صاحب مجھ سے بہت بہتر سے جانتے ہیں۔ کابینہ نے یہ amendments خود propose کی ہیں اور یہ Government Bill ہے۔ کابینہ نے قانون سازی کے سامنے رکھا ہے کہ ہم یہ appointment کا اختیار وزیراعظم کو دیتے ہیں۔ جناب! یہ صرف ایک جگہ پر نہیں کابینہ نے کوئی 80 قوانین ایسے بنائے ہیں جن میں یہ اختیار departments کے concerned ministers کو دیا ہے کیونکہ جو کام آپ خود individually دیکھتے ہیں وہ کچھ processes اور ہوتے ہیں۔ میں صرف ایک چھوٹی سی عرض کروں گا سر آنکھوں پر اس پر بحث ضرور ہونی چاہیے، ضرور ہونی چاہیے۔

جناب والا! جب ہم Standing Committee میں بھیجتے ہیں تو میری تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ ہمارے ارکان خواہ وہ Opposition میں ہوں یا Treasury Benches پر ہوں وہ کمیٹی کی کارروائی میں شرکت کیا کریں۔ ساری بحث وہاں پر ہوتی ہے۔

کل ہم نے ایک Bill نکالا ہے اس پر ہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بحث کی ہے وہ آئے گا کسی دن ایوان میں پیش کیا جائے گا۔ اتنی سی میری استدا ہے کہ یہ procedural چیزیں ہیں، سرکار چلانے کے لیے ڈالی جاتی ہیں۔ آپ سب سے تعاون کی درخواست ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، شکریہ۔ اب میں تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور Bill متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ بل کی دوسری خواندگی۔ شق نمبر۔ ۲ تا ۶ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، للذا میں یہ شقات ایوان کے سامنے ایک سوال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شق نمبر ۲ تا ۶ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1 ، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب سوال یہ ہے کہ شق 1 بل کا ابتدائیہ اور عنوان کو بل کا حصہ بنایا جائے۔ اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔ Order No.21 ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی کے behalf پر محترمہ وجیہہ قمر صاحبہ Order No.21 پیش کریں۔

Ms. Wajiha Qamar (Minister of State for Federal Education and Professional Training): I, on behalf of Dr. Maqbool Siddiqui, Minister for Education and Professional Training, move that the Bill further to amend the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975 [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025, be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور Bill متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ Order No.22 رانا تنویر حسین Minister for National Food Security and Research, Order No.22 پیش کریں۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

on his behalf, Mr. Aqeel Malik, Minister of State for Law & Justice.

Laying of the National Agri-trade and Food Safety Authority Ordinance, 2025 (Ordinance No.VI of 2025)

Barrister Aqeel Malik (Minister of State for Law & Justice): I, on behalf of Rana Tanveer Hussain, Minister for National Food Safety and Research lay before the Senate the National Agri-trade and Food Safety Authority Ordinance, 2025 (Ordinance No.VI of 2025), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ Ordinance پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ پہلے سینیٹ میں پیش کیا گیا تھا، لہٰذا دستور کے Article 89 کی شق۔۳ کے پیراگراف ب کی رو سے یہ سینیٹ میں پیش کردہ بل تصور کیا جائے گا چنانچہ بل ہذا متعلقہ قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں Order No.23 پر جاؤں جو next اجلاس گزر گیا ہے بروز منگل ہمارے معزز سینیٹر ایمل ولی خان صاحب نے دو تین ایسے سوالات اُٹھائے جس میں FC کے حوالے سے تھا اور باجوڑ میں جاری operation مولانا خانزیب کی شہادت اور سوات کے حوالے سے تھا۔ اس پر میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس پر آپ اپنا بیان دے دیں۔ سینیٹر محمد طلال بدر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: میں تو ready ہوں اگر ممبر خود ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔ جناب! اگر آپ ابھی کہیں گے تو میں بالکل تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں طلال صاحب آپ Monday کو کر لیجئے۔ جی، سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Syed Ali Zafar regarding loss of lives and property by recent floods due to heavy monsoon rains

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین ! آج میں اس ایوان میں چند نہایت اہم امور پر بات کرنا چاہتا ہوں۔حالیہ بارشوں کے نتیجے میں ہماری معصوم اور قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور لوگ بہت مصیبت میں ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہو رہا ہے اس کے لیے وفاقی صوبائی حکومت کی یہ نااہلی اور غفلت ناقابلِ قبول ہے۔ جناب والا! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، جی پلیز۔

سینیٹر سید علی ظفر: یہ پہلا موقع نہیں ہے ہمیں معلوم تھا کہ monsoon آ رہا ہے۔ محکمہ موسمیات نے پہلے سے warning دے دی تھی، اطلاع دے دی تھی، لیکن وفاقی و صوبائی حکومتوں کے متعلقہ ادارے بالکل تیار نہیں تھے۔کل ہم نے دیکھا کہ لوگوں کے گھر اور پورے پورے محلے زیرآب تھے، لوگ مر رہے تھے۔ (جاری۔۔۔T-13)

T13-18July2025 Tariq/Ed: Shakeel. 01:00 pm

سینیٹر سید علی ظفر۔۔۔جاری۔۔۔لوگوں کے گھر اور پورے پورے محلے زیرآب تھے۔لوگ مر رہے تھے، اپنی جان بچانے کے لیے چھتوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ریاستی مشینری خاموش تماشائی کی طرح کھڑی سارا نظارہ دیکھ رہی تھی، they were silent spectators.

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف قدرتی آفت نہیں تھی، یہ ایک حکومتی ناکامی تھی۔آپ خود سوال اٹھائیں گے، میں بھی بار بار یہ سوال اٹھا رہا ہوں، قوم بھی بار بار یہ سوال اٹھا رہی ہے اور میں پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت کے پاس اس قسم کی disaster management کے لیے کوئی مثبت انتظام یا strategy ہے، ان کے پاس کسی قسم کی کوئی ایسی strategy ہے جو ایسے حادثات کل کو ہونے سے روکیں، مجھے نہیں نظر آئی۔ ہر سال عوام کو ہم اس آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ پچھلے سال بھی حکومت نے ایسے ہی جھوٹے وعدے کیے تھے، جھوٹے حوالے دیے تھے اور جھوٹے دلاسے دیے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے اس حوالے سے آفس کے پاس کافی motions جمع ہو چکے ہیں، اس لیے اس پر Monday کو تفصیلاً بات کریں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: لیکن آج جو ہو رہا ہے اس پر میں تھوڑی دیر ہی بولوں گا۔ اس پر detail سے اور لوگ بھی بولیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جمعہ کا دن ہے، آپ نے highlight کر دیا ہے، باقی اس پر تفصیلاً بات Monday کو کریں گے۔ شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو سارے اراکین کی خواہش ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ آ کر جمعہ کی نماز اکٹھی پڑھیں۔ علی ظفر صاحب، آپ اپنی بات کو پورا کر لیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! میں اس کے بارے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ NDMA اور بالخصوص پنجاب کے ادارے کہاں تھے؟ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ہنگامی plan کہاں تھا؟ بجلی، sewerage اور صفائی کے انہوں نے کیا انتظامات کیے ہوئے تھے، اس کے بارے میں آ کر ہمیں بتائیں۔ متاثرین کی فوری امداد کیوں نہیں کی گئی، اس کے بارے میں بتائیں۔ میں اور یہ ایوان یہ مطالبہ کرنا چاہے گا کہ حالیہ بارشوں کے حوالے سے حکومتوں کی تیاریاں اور ردعمل پر ایک جامع رپورٹ پیش کی جائے۔ ان کو بتائیں کہ اگلے ہفتے بلکہ Monday کو ہی یہ رپورٹ پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے بہت سے motions آئے ہوئے ہیں، Monday کو اس پر بات کر کے حکومت سے اس کا جواب لے لیں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں اس حوالے سے آپ کو ایک اور suggestion بھی دیتا ہوں اور ایک مطالبہ بھی کرتا ہوں کہ آپ ایک سپیشل پارلیمانی کمیٹی تشکیل دیں جو اس معاملے میں تحقیقات کرے اور تحقیقات کرنے کے بعد وہ اپنی سفارشات پیش کرے کہ مستقبل میں ایسا نہ ہو۔ کیونکہ جناب چیئرمین! یہ حق صرف ان کا نہیں ہے کہ جن کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے اموات ہوئیں، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر شہری کی جان، مال اور وقار کی حفاظت کرے۔ خدارا، میں حکومت سے کہتا ہوں کہ اس کا کچھ کریں، اگر آپ نے آج اس کا کچھ نہیں کیا تو کل کو مائیں اپنے بچوں کو پانی میں ڈھونڈیں گی۔ آپ خدارا اس پر کچھ کریں اور میں کہوں گا کہ رپورٹ کے ساتھ ساتھ پارلیمانی کمیٹی ضرور بنائیں، یہ

آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ آپ ابھی میری تقریر کے بعداس پر فیصلہ کریں کیونکہ یہ بہت ضروری چیز ہے، ہم اس پر انتظار نہیں کر سکتے کہ Monday کواس پراور debate ہو کیونکہ debates کا time ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی Monday کو اس پر motion بھی آنے ہیں، اس پر تفصیلی بات بھی کریں گے، یہ صرف وفاقی حکومت کا نہیں بلکہ چاروں صوبائی حکومتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بابت اپنا کردار ادا کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ندیم احمد بھٹو صاحب، ان شاءاللہ Monday کو اس پر مفصل بات کریں گے، ابھی جمعہ نماز کا بھی وقت ہو گیا ہے۔ علی ظفر صاحب ان شاءاللہ Monday کو اس حوالے سے حکومت سے بھی بات کریں گے۔ آپ سب نے آج جمعہ کے دن ہی requests کرنی ہیں۔ Monday کے لیے بھی کوئی requests چھوڑ دیں۔

Order No.24 جو توجہ مبذول کرانے کا نوٹس تھا اسے سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب defer کر دیں کیونکہ ابھی جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب چیئرمین! اگر آپ اسے defer کریں گے تو یہ تو ایک معاملہ تھا، اس کے بعد ایک واقعہ قلات میں ہو گیا ہے، رات کو نوشکی اور مستونگ میں بھی ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: امن وامان کے حوالے سے بھی بحث ہونی چاہیے۔ پھر اسے defer کرتے ہیں اور بعد میں رکھتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب پھر اسے Monday کے لیے fix کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی Monday کے لیے کر لیتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order No.25 سینیٹر سرمد علی صاحب کے نام سے ہے، وہ ابھی موجود نہیں ہیں۔ اسے بھی بعد میں رکھتے ہیں۔ ایوان کی کارروائی بروز پیر، 21 جولائی، 2025 شام 05.00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(The House was then adjourned to meet again on Monday, 21st of July, 2025 at 05:00 p.m.*)*